مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوّت

کراچی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیکون

فی امتی کذابون ثلثون کلھم یزعم انہ نبی وانا

خاتم النبیین لا نبی بعدی (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ثوبان روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ قریب ہے کہ میری امت میں تیس جھوٹے … پیدا ہوں گے جن میں سے
ہر ایک یہی کہے گا۔ کہ میں نبی ہوں، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔
میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ (روایت کیا
اس کو مسلم نے

جلد ۱

۱۶ صفر تا ۲۲ صفر ۱۴۰۳ھ بمطابق ۳ دسمبر تا ۹ دسمبر ۱۹۸۲ء

شمارہ ۲۶

خصائل نبوی بر شمائل ترمذی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس مبارک کا بیان

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ

(٧) حدثنا سوید بن نصر حدثنا عبد اللہ بن المبارک عن سعید بن ایاس الجریری عن ابی نضرۃ عن ابی سعید الخدری قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا استجد ثوبا سماہ باسمہ عمامۃ او قمیصا او رداء ثم یقول اللھم لک الحمد کما کسوتنیہ اسألک خیرہ وخیر ما صنع لہ واعوذ بک من شرہ وشر ما صنع لہ۔

(٧) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کوئی کپڑا پہنتے تو اظہار مسرت کے طور پر اس کا نام لیتے مثلاً اللہ تعالیٰ نے یہ کرتا مرحمت فرمایا ایسے ہی عمامہ چادر وغیرہ۔ پھر یہ دعا پڑھتے۔ اللھم لک الحمد کما کسوتنیہ اسالک خیرہ وخیر ما صنع لہ واعوذ بک من شرہ وشر ما صنع لہ۔ ترجمہ: اے اللہ تعالیٰ تیرے ہی لیے تمام تعریفیں ہیں اور اس پوشاک کے پہنانے پر تیرا ہی شکر ہے یا اللہ تعالیٰ تجھ ہی سے اس کپڑے کی بھلائی چاہتا ہوں کہ خراب نہ ہو، ضائع نہ ہو اور ان مقاصد کی بھی بھلائی چاہتا ہوں جن کے لیے یہ کپڑا بنایا گیا ہے اور تجھ ہی سے اس کپڑے کے شر سے پناہ مانگتا ہوں اور ان چیزوں کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جن کے لیے یہ کپڑا بنایا گیا ہے۔ کپڑے کی بھلائی برائی تو ظاہر ہے اور جس چیز کے لیے بنایا گیا کا مطلب یہ ہے کہ گرمی سردی اور زینت وغیرہ جس غرض کے لیے پہنا گیا اس کی بھلائی یہ ہے کہ اللہ کی رضا میں استعمال ہو عبادت پر معین ہو اور اس کی برائی یہ ہے کہ اللہ کی نافرمانی میں استعمال ہو عجب و تکبر وغیرہ پیدا کرے۔

(٨) حدثنا ھشام بن یونس الکوفی انبانا القاسم بن مالک المزنی عن الجریری عن ابی نضرۃ عن ابی سعید الخدری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحوہ
حدثنا محمد بن بشار انبانا معاذ بن ھشام حدثنی ابی قتادۃ عن انس بن مالک قال کان احب الثیاب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلبسہ الحبرۃ۔

(٨) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یمنی منقش چادر کپڑوں میں زیادہ پسندیدہ تھی۔

فائدہ یہ حدیث بظاہر باب کی پہلی حدیث کے مخالف ہے جس میں کرتا کا سب سے زیادہ پسندیدہ ہونا بیان کیا گیا ہے۔ علماء نے اس کی مختلف توجیہیں بیان فرمائی ہیں سب سے سہل توجیہ ہے کہ ان میں کچھ منافات ہی نہیں وہ بھی زیادہ پسند تھا اور یہ بھی یا یہ کہا جائے کہ پہننے کے کپڑوں میں کرتا زیادہ پسند تھا اور اوڑھنے کے کپڑوں میں چادر۔ بعض لوگوں نے ثبوت کے لحاظ سے اس حدیث کو زیادہ قوی بتایا ہے بعض لوگوں نے اس پہلی حدیث کو تمام لباس پر حمل کیا ہے کہ کپڑوں کی سب قسموں میں کرتہ زیادہ پسند تھا اور اس حدیث کو ان پر یعنی رنگ کے لحاظ سے منقش چادر کا رنگ پسند تھا۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ چادریں سبز رنگ کی ہوتی تھیں، اور مقصود یہ ہے کہ رنگ کے اعتبار سے سبز رنگ پسند تھا کہ جنتی لباس سبز رنگ کا ہوگا

(٩) حدثنا محمود بن غیلان انبانا عبد الرزاق انبانا سفیان عن عون بن ابی جحیفۃ عن ابیہ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ حلۃ حمراء کانی انظر الی بریق ساقیہ قال سفیان اراھا حبرۃ۔

(٩) ابو جحیفہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

باقی صفحہ ٨ پر

ہفت روزہ ختم نبوت کراچی

زیرِ سرپرستی
حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم
سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

مدیر مسئول
عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت
مفتی احمد الرحمان
مولانا محمد یوسف لدھیانوی
ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر
مولانا بدیع الزمان
مولانا منظور احمد الحسینی

مینیجر
علی اصغر چشتی صابری، ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

فی پرچہ ۱۔ ڈیڑھ روپیہ

بدل اشتراک

سالانہ	۶۰ روپیہ
ششماہی	۳۵ روپیہ
سہ ماہی	۲۰ روپیہ

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب	۲۱۰ روپیہ
کویت، اومان، شارجہ، دوبئی، اردن، عراق	
شام	۲۲۵ روپیہ
یورپ	۲۹۵ روپیہ
آسٹریلیا، امریکہ، کینیڈا	۲۴۰ روپیہ
افریقہ	۲۱۰ روپیہ
افغانستان، ہندوستان	۱۶۵ روپیہ

رابطہ دفتر
دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ پرانی نمائش کراچی ۳

ناشر۔ عبدالرحمٰن یعقوب باوا
طابع۔ کلیم الحسن تحوی انجمن پریس، کراچی
مقام اشاعت۔ ۲۰/۸ سائرہ مینشن ایم اے جناح روڈ، کراچی

فہرست

۲ خصائل نبوی ﷺ — شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب
۴ افادات عارفی — ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفی مدظلہٗ
۵ ابتدائیہ — عبدالرحمٰن یعقوب باوا
۷ قادیانی تصور کے دو رُخ — مولانا تاج محمد صاحب
۹ قصرِ نبوت کی تکمیل — علی اصغر چشتی صابری ایم۔ اے ایل ایل بی
۱۱ پردہ کی اہمیت — مسعود الحسن اشرف عباسی
۱۳ علامہ انظر شاہ مسعودی کا خطاب
۱۷ ربوہ کانفرنس — مولانا منظور احمد الحسینی
۱۹ جھوٹ کی پوٹ — پروفیسر احسان الحق رانا
۲۲ نعت — مسلم غازی

شعبۂ کتابت

حافظ عبدالستار واحد حق
[illegible]

پند و نصائح

ضبط و ترتیب
منظور احمد الحسینی

افاداتِ عارفی

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبد الحیٔ صاحب عارفی مد ظلہ

فرمایا: — اللہ تعالیٰ ہماری فطرت کے خالق ہیں، لوازمات زندگی کے خالق ہیں ہمارے جذبات احساسات اور سب صلاحیتوں کے خالق ہیں جبکہ ہماری تمام صلاحیتیں ناقص اور محدود ہیں۔ کیونکہ ہم بشر ہیں: ناقص ہیں۔ ہماری صلاحیتیں ناقص ہیں اللہ تعالیٰ نے ایسا گر بتایا جس سے ۹۹ فیصد لوگ غافل ہیں۔ وہ ہے شکر و استغفار ہر وقت ہمیں شکر ادا کرنا چاہیے کہ یا اللہ آپ نے مجھے وجود بخشا ہے میری آنکھیں ہیں کان، دل اور دماغ آپ نے عطا فرمایا ہے سب اپنی اپنی جگہ کام کر رہے ہیں، کھانے پینے کا انتظام ہے گھر رہنے کے لئے ہے آپ نے عزت عطا فرمائی ہے دین اسلام کی دولت سے نوازا ہے۔ دنیا بھی عطا فرمائی ہے ہر طرح کی فراغت مجھے ہے تو مجھے ان نعمتوں پر شکر کرتے ہوئے کہنا چاہیے۔ اللھم لک الحمد ولک الشکر

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کیا صرف اتنا جملہ کہنے سے ساری نعمتوں کا شکر ادا ہو جائے گا تو اس وقت آپ فوراً کہیں ایاک نعبد وایاک نستعین یا اللہ شکر کا ہم حق ادا نہیں کر سکتے ہیں آپ خود شکر ادا کرنے میں بھی ہماری مدد فرمائیے ہم شکر تو ادا کرنا چاہتے ہیں لیکن عاجز ہیں صحیح معنی میں شکر بھی ادا نہیں کر سکتے۔

ایسا استغفار کر رہے ہیں جی بھر کے استغفار کر رہے ہیں پھر بھی تسکین نہیں ہوتی کہ استغفار کام آئے گی یا نہیں، ہم نے مکمل استغفار کی یا نہیں تو فوراً یہ کہیں "ایاک نعبد وایاک نستعین" کہ یا اللہ ہماری مدد فرما دیجئے اور ہمارے استغفار کو بھی پذیرائی بخش دیجئے۔ ہماری زندگی کا کوئی لمحہ اس سے خالی نہیں ہونا چاہیے۔

فرمایا: — ہمارا ایک بچہ تھا عمر نامی پانچ چھ برس اس کی عمر تھی۔ اس نے ایک دن ہم سے روپیہ پیسہ مانگا۔ ہم نے اس سے کہا ہم خود اللہ میاں سے مانگتے ہیں تم بھی اللہ میاں سے مانگو۔ جو ہمارے پاس پیسے آتے ہیں وہ اللہ میاں دیتے ہیں تم ہم سے کیوں مانگتے ہو۔ اللہ میاں سے مانگو۔

ایک دن آیا کہنے لگا ایک روپیہ دے دو ہم نے کہا ہم نہیں دیتے۔ صرف چار آنے لے لو وہ کہنے لگا ہم تو روپیہ لیں گے۔ تھوڑی دیر بیٹھا رہا پھر چلا گیا مجھے بہت افسوس ہوا کہ کم رہا تھا ضد کر رہا تھا۔ اچھا ہوتا کہ دے دیتا، میں افسوس ہی کر رہا تھا کہ وہ مسکراتا ہوا آیا۔ میں نے کہا، تم کہاں گئے تھے بچہ کہنے لگا۔ میں اللہ میاں سے مانگنا بھول گیا تھا اب میں دعا مانگنے گیا تھا کہ یا اللہ ایک روپیہ مجھے دے دیں۔ آپ کیا دیں گے آپ تو خود اللہ میاں سے مانگتے ہیں میں نے آپ سے مانگا تھا مجھ سے غلطی ہو گئی تھی مجھے پہلے ہی اللہ میاں سے مانگنا چاہیے تھا۔ اب اس کی کرامت تھی جو میں بیان کر رہا ہوں۔ ایک مریض روزانہ آتا تھا میں اس سے صرف ایک آنہ لیتا تھا، آخر میں وہی رہ گیا تھا وہ آیا اس نے دوا مانگی میں نے اس کو دوا دی اس نے ایک آنہ رکھا اور چلا گیا اور لڑکا بیٹھا ہوا، بچے نے کہا اب کہ جو روپیہ آئے گا وہ میرا ہو گا میں نے اللہ میاں سے مانگا ہے۔ میں نے کہا اچھا خیر تھوڑی دیر میں وہ مریض دوائی کے لے چلا گیا اور دروازے پر جا کر کھڑا ہو گیا پھر واپس آیا اور کہنے لگا ڈاکٹر صاحب مجھے شرم محسوس ہوتی ہے کہ ہر دفعہ میں صرف ایک آنہ آپ کو دیتا ہوں مجھے ایک روپیہ مل گیا ہے اس کو تو آپ قبول ہی فرمالیں۔ مریض روپیہ رکھ کر چلا گیا بچے نے روپیہ اٹھا لیا اور

باقی صفحہ ۱۸ پر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ، الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ :

غلط بیانی

ایک خبر ملاحظہ فرمایئے :-

["پاکستان میں حدود آرڈیننس کے نفاذ کے بعد عورتوں اور مردوں دونوں کو کوڑے لگائے جا چکے ہیں، اور خاص طور پر قائم کی جانے والی شرعی عدالتوں کو ہاتھ کاٹنے اور سنگسار کرنے کا اختیار دے دیا گیا ہے۔ جب کہ یہ سزائیں عہد جدید سے کوئی مطابقت نہیں رکھتیں اور اقوام متحدہ کے کنونشنوں کے منافی ہیں" یہ غلط بیانی ان متعدد غلط بیانیوں میں سے ایک ہے جو کراچی کے ایک وکیل ابرار حسن ایڈووکیٹ نے اپنی مختصر کتاب "حقوق انسانی اور برصغیر (پاکستان، بھارت، بنگلہ دیش)" میں کی ہے ۲۴ صفحات پر مشتمل انگریزی کتاب "پاکستان اکاڈمی آف جیورسٹس" نے شائع کی ہے۔ اس کتاب کے صفحہ نمبر ۱۳ پر فاضل مصنف نے یہ انکشاف کیا ہے کہ "پاکستان کے دستور کی دفعہ ۲۶۰ کے تحت لاکھوں مسلمانوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا۔ یہ مسلمانوں سے بہتر مسلمان ہیں۔ احمدیہ فرقہ کے مبلغین نے اسلام کی خوب خدمت کی ہے۔ خصوصاً براعظم افریقہ کے نو آزاد ممالک میں انہوں نے بہت کام کیا ہے۔ ان لوگوں کے خلاف ایجی ٹیشن زیادہ انتظامیہ کی ساز باز سے کیا گیا ہے۔ احمدیہ فرقے کے افراد کو قتل اور ان کی املاک کو تہس نہس کر کے رکھ دیا گیا اور آخرکار اسلام کو خالص کرنے کے نام پر حکومت نے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا۔ یہ اسلام کا انتہا درجے کا استحصال اور مسلمانوں کے ایک بے ضرر اور اپنا دفاع نہ کر سکنے والے گروہ کے خلاف اخلاقی طور پر بزدلانہ اقدام تھا"

ابرار حسن کراچی بار ایسوی ایشن کے سابق صدر رہ چکے ہیں اور ان کے بارے میں پاکستان اکیڈمی آف جیورسٹس کے سیکرٹری جنرل نے لکھا ہے منیر اے ملک نے یہ تعارفی جملہ لکھا ہے کہ "وہ فیکلٹی آف لاء کراچی یونیورسٹی میں قانون پڑھاتے ہیں" ابرار حسن کا تعلق کالعدم تحریک استقلال سے بھی رہا ہے"]

(روزنامہ جسارت کراچی مورخہ ۲۲ نومبر ۱۹۸۲ء)

جناب ابرار حسن کا قادیانیوں کو دوسرے مسلمانوں سے "بہتر مسلمان" قرار دینا، قادیانی مبلغین کے بارے میں اسلام کی "خوب خدمت کی ہے" کہنا اور قادیانیوں کو "بے ضرر" سمجھنا، نہ صرف ان کی خطرناک غلطی ہو گی بلکہ ان کی یہ تحریریں مسلمانان پاکستان کو مشتعل کرنے کے لئے کافی ہیں۔

یہ بات بھی اہل وطن پر پوشیدہ نہیں ہے کہ "مسئلہ قادیانیت" ایک نازک ترین

مسئلہ ہے اور یہی وہ مسئلہ ہے جس کے لئے ملک میں دو بار (۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء میں) تحریکیں چل چکی ہیں ۔ اور مسلمانان پاکستان نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دلوانے کے لئے بیش بہا قربانیاں دی ہیں ۔ ایسی تحریریں مسلمانان پاکستان کے لئے ناقابل برداشت ہیں ۔

قادیانیت کے کفر ہونے کے متعلق ۔ ایک بار نہیں بلکہ گزشتہ نوے سال سے یہ فیصلہ ہو چکا ہے ۔ نیز علمائے کرام نے دلائل سے یہ بات ثابت کی ہے کہ قادیانی کافر ہیں اور ان کو کافر نہ ماننے والا بھی کافر ہے ۔ ملک اور بیرون ملک کی عدالتوں نے قادیانیوں کو کافر قرار دیا ہے ۔ حال ہی میں ملیشیا کی حکومت نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے کر ان کی حق شہریت بھی منسوخ کر دی ہے ۔

قادیانیوں کو بے ضرر کہنا یہ بھی فاضل مصنف کی لاعلمی کا نتیجہ ہے ۔ ملک و ملت کو جس طرح قادیانیوں نے نقصان پہنچایا اس کا اندازہ نہیں ہو سکتا ۔ اس موضوع پر ہم انشاء اللہ کسی اور موقع پر بحث کریں گے ۔

ہم حکومت سندھ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ایسی اشتعال انگیز کتاب پر فوری طور پر پابندی عائد کرے ۔ یہ تحریر مسلمانان پاکستان کے جذبات کے منافی ہونے کے علاوہ ۱۹۷۳ء کے آئین اور عبوری آئین کے بھی خلاف ہے ۔

پاکستان میں صرف اسلام کا جھنڈا ہوگا

مرزائیوں کے موجودہ سربراہ مرزا طاہر کی بیرون ملک دورہ سے واپسی کے بعد سے ان کے لب و لہجہ میں تیزی آ گئی ہے اور ان کے تیور کچھ بدلے بدلے سے لگتے ہیں اس کی جھلک ان کے وہ بیانات ہیں جو آج کل قادیانی روزنامہ الفضل شائع کر رہا ہے ۔ شاید مغرب اور اسرائیل سے کچھ اشارے ملے ہیں ۔ جو مرزائیوں کی سرپرستی میں پیش پیش ہیں ۔

انگریز کے ساتھ ان کا رابطہ بہت پرانا ہے ۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ یہ ان کا خود کاشتہ پودا بھی ہے اور اسرائیل کے ساتھ ویسے بھی ان کا یارانہ ہے ۔ جیسے قادیانیوں کا دوسرا گھر کہنا بے جا نہ ہوگا

مرزا طاہر آج کل دنیا پر غالب آنے کی نوید مرزائی امت کو بہت سنا رہے ہیں ۔ شاید یہ بھی اپنے "ابا جی" کی طرح "دنیا کی بادشاہت" کے خواب دیکھ رہے ہیں ۔ مرزا بشیر الدین کو اکثر "دنیا کی بادشاہت" اور "دنیا کا چارج ملنے کا" جیسے اکثر خواب نظر آیا کرتے تھے ۔ دنیا کی بادشاہت اور چارج تو نہ ملا اور وہ اسی حسرت کے ساتھ ہمیشہ کے لئے آنجہانی ہو گئے ۔ اسی نکلے سے مرزا طاہر کو بھی آج کل خواب میں ایسے مناظر نظر آ رہے ہیں ۔ جس میں کبھی تو انہیں دنیا کی لبتی لبتی " میں قادیانی نظر آتے ہیں اور کبھی کبھی وہ مملکت خداداد پاکستان میں قادیانیت کا جھنڈا گاڑنے کے لئے تیار نظر آتے ہیں ۔

(باقی صفحہ ۲۲ پر)

" عبدالرحمٰن لعقوب باوا

تحقیقاتی عدالت میں قادیانی تصویر کے دو رُخ

تحریر: مولانا تاج محمد صاحب مدرس مدرسہ قاسم العلوم فقیر والی۔

قادیانیوں کے دوسرے سربراہ آنجہانی مرزا بشیر الدین کا تقریباً تیس برس تک یہ عقیدہ رہا کہ

(۱) "کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا۔ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں" (آئینہ صداقت صفحہ ۳۵)

(۲) مرزا بشیر احمد ایم اے پسر مرزا نے قادیانی (ریویو آف ریلیجنز مارچ اپریل ۱۹۱۵ء کلمۃ الفصل صفحہ ۱۱۰) پر لکھتے ہیں کہ

"ہر ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے۔ مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا۔ یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمدؐ کو نہیں مانتا۔ یا محمدؐ کو تو مانتا ہے پر مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کو نہیں مانتا۔ وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے"

لیکن تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء کی تحقیقاتی عدالت میں آپ نے اپنے سابقہ عقیدہ کے خلاف یوں بیان دیا کہ

"کوئی شخص جو مرزا غلام احمد صاحب پر ایمان نہیں لاتا دائرہ اسلام سے خارج قرار نہیں دیا جا سکتا۔"

(پیغام صلح لاہور ۲۹ اپریل ۱۹۶۰ء)

مرزا بشیر الدین کے مندرجہ بالا بیان پر تفصیل سے بحث ہوئی۔ اور تحقیقاتی کمیشن جس نتیجہ پر پہنچا وہ تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ کے صفحہ ۱۹۹ پر اس طرح درج ہے

"لہٰذا یہ مسئلہ صرف ایک سوال پر محدود ہو جاتا ہے کہ آیا مرزا غلام احمد نے کبھی ایسی وحی کے مورد ہونے کا دعویٰ کیا ہے جو وحی نبوت کہلا سکتی ہو۔ احمدیوں نے اور ان کے موجودہ امام نے بڑے غور و خوض کے بعد ہمارے سامنے یہی موقف اختیار کیا ہے کہ مرزا صاحب نے اپنی وحی کو وحی نبوت کے برابر قرار نہیں دیا۔ اور مرزا صاحب کی وحی پر ایمان نہ لانے سے کوئی شخص خارج از اسلام قرار نہیں دیا جا سکتا۔"

تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ کے صفحہ ۲۱۲ پر درج ہے

"اس مسئلے پر کہ آیا احمدی دوسرے مسلمانوں کو ایسا کافر سمجھتے ہیں جو دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ احمدیوں نے ہمارے سامنے یہ موقف ظاہر کیا ہے کہ ایسے لوگ کافر نہیں ہیں۔ یہ ہرگز کبھی مقصود نہیں ہوا کہ ایسے اشخاص دائرہ اسلام سے خارج ہیں"

مرزا بشیر الدین کے اس بیان پر چیف جسٹس محمد منیر رپورٹ کے صفحہ ۲۱۲ پر ہی اپنا فیصلہ ان الفاظ میں تحریر فرماتے ہیں "لیکن ہم نے اس موضوع پر احمدیوں کے بے شمار سابقہ اعلانات دیکھے ہیں۔ ہمارے نزدیک ان کی کوئی تعبیر اس کے سوا ممکن نہیں کہ مرزا غلام احمد کے نہ ماننے والے دائرہ اسلام سے خارج ہیں"

(۲) مرزا بشیر الدین پہلے یہ اعلان کرتے رہے کہ

(الف) "کس کا دل گردہ ہے جو یہ کہے کہ مسیح موعود کا ماننا جزو ایمان نہیں" (الفضل ۲ مئی ۱۹۱۴ء پیغام صلح ۲۹ اپریل ۱۹۶۰ء)

(ب) "جب نبی ثابت ہوئے تو آپ کا ماننا جزو ایمان ہوا" (الفضل ۶ مئی ۱۹۱۴ء)

لیکن جب تحقیقاتی عدالت نے مرزا بشیر الدین پر یہ سوال کیا کہ "کیا مرزا غلام احمد پر ایمان لانا جزو ایمان ہے؟" تو انہوں نے جواب دیا "جی نہیں" (پیغام صلح ۲۹ اپریل ۱۹۶۰ء)

(۳) غیر مرزائی کے جنازہ پڑھنے کے متعلق مرزا بشیر الدین نے پہلے یہ فتویٰ دے رکھا تھا کہ

"غیر احمدی تو مسیح موعود کے منکر ہوئے۔ اس لئے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہیے۔ لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مرجائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے؟ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں۔ کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا۔ کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں"

(انوار خلافت تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۱۵ء)

لیکن تحقیقاتی عدالت میں مرزا بشیر الدین نے جو جواب دیا۔ وہ تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ کے صفحہ ۲۱۲ پر اس طرح درج ہے۔

"نماز جنازہ کے متعلق احمدیوں نے ہمارے سامنے بالآخر یہ موقف اختیار کیا۔ کہ مرزا غلام احمد صاحب کا ایک فتویٰ حال ہی میں دستیاب ہوا ہے۔ جس میں انہوں نے احمدیوں کو یہ اجازت دی ہے کہ وہ مسلمانوں کی نماز جنازہ میں شریک ہو سکتے ہیں جو مرزا صاحب کے مکفر اور مکذب نہ ہوں۔ لیکن اس کے بعد بھی معاملہ وہیں کا وہیں رہتا ہے۔ کیونکہ اس فتویٰ کا ضروری مفہوم یہی ہے کہ اس مرحوم کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔ جو مرزا صاحب کو نہ مانتا ہو۔ لہٰذا یہ فتویٰ موجودہ طرز عمل ہی کی تائید و تصدیق کرتا ہے"

(۴) مسٹر محمد علی صاحب لاہوری (لاہوری مرزائیوں کا امیر اول) کی سوانح حیات "مجاہد کبیر" کا مصنف اس کتاب کے صفحہ ۲۸۴ پر لکھتا ہے۔

"اسی طرح پہلے احمدیوں اور غیر احمدیوں میں اختلافات بنیادی قرار دیئے جاتے تھے۔ (الفضل ۲۱ اگست ۱۹۱۷ء)"

مگر جب تحقیقاتی عدالت میں یہی سوال کیا گیا تو میاں صاحب (مرزا بشیر الدین) نے جواب دیا کہ "اختلافات بنیادی نہیں بلکہ فروعی ہیں"

"فتح حق" کے مصنف میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی (جو لاہوری فرقے سے تعلق رکھتے ہیں) "مرزا بشیر الدین کے اس بیان پر کڑی نکتہ چینی کرتے ہوئے صفحہ ۷۵ پر تحریر کرتے ہیں"

جبکہ مرزا محمود احمد صاحب نے ایک دفعہ مندرجہ ذیل عبارت کے شائع کرنے کی اجازت دی (دیکھو الفضل قادیان ۲۱ اگست ۱۹۱۷ء)

"حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ ان (عامۃ المسلمین) کا اسلام اور ہے اور ہمارا اور۔ ان کا خدا اور ہے اور ہمارا اور۔ ہمارا حج اور ہے اور ان کا اور۔ اس طرح ان سے ہر بات میں اختلاف ہے"

آگے لکھتے ہیں کہ "ان مندرجہ بالا بیانات سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ میاں (محمود احمد) صاحب نے ایک ڈھونگ رچایا ہوا ہے۔ ان کی خلافت اور غالیانہ عقائد کی کوئی ٹھوس اور صحیح بنیاد نہیں۔ البتہ دنیا میں ایک فتنہ اور فساد ڈالا ہوا ہے۔ جس سے خدا امان میں رکھے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ بالآخر حق کی ہی فتح ہوگی"

بقیہ:۔ خصائل نبوی ؐ

کو سرخ جوڑا پہنے ہوئے دیکھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں پنڈلیوں کی چمک گویا اب میرے سامنے ہے۔ سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اس حدیث کے راوی ہیں فرماتے ہیں کہ میں جہاں تک سمجھتا ہوں وہ سرخ جوڑا منقش جوڑا تھا۔

فائدہ یہ قصہ حجۃ الوداع کا ہے جیسا کہ بخاری وغیرہ کی روایت میں بالتصریح موجود ہے۔ سفیان اس روایت کی مراد میں منقش جوڑا اس لیے بتلاتے ہیں کہ سرخ کپڑے کی ممانعت آئی ہے۔ اسی وجہ سے علماء کا اس میں اختلاف ہے چنانچہ حنفیہ کے بھی اس میں مختلف اقوال ہیں۔ سب سے پہلے باب میں بھی گزر چکا ہے کہ میں تفصیل ہے جو کپڑے کی تعیین کے بعد علماء سے تحقیق کی جاسکتی ہے حضرت قطب الارشاد مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ میں بکثرت یہ مضمون ہے کہ سرخ رنگ فتویٰ کی رو سے جائز ہے۔ تقویٰ کے لحاظ سے ترک اولیٰ ہے۔ کہ علماء میں مختلف فیہ ہے۔

۱۰ حدثنا علی بن خشرم حدثنا عیسیٰ بن یونس عن اسرائیل عن ابی اسحٰق عن البراء بن عازب قال ما رأیت احداً من الناس احسن فی حلۃ حمراء من رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان کانت جمتہ لتضرب قریباً من منکبیہ۔

۱۰ حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی کسی سرخ جوڑے والے کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پٹھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مونڈھوں کے قریب تک آرہے تھے

فائدہ یہ حدیث پہلے باب میں گزر چکی ہے۔ یہاں سرخ جوڑے کی وجہ سے مکرر ذکر کی گئی۔

مقالہ

قصر نبوت کی تکمیل

تحریر:- علی اصغر چشتی صابری ایم اے۔ ایل ایل۔ بی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عالم رنگ و بو کا حال کیا ہے؟ شر و فساد، طغیان و سرکشی اور تکبر و تمرد کا دور دورہ ہے۔ صلاح و تقویٰ کا نظم فاسد ہو گیا ہے۔ رشد و ہدایت کے آثار مٹ چکے ہیں۔ ملک کا ملک اور قوم کی قوم گمراہی اور ضلالت کے بحر عمیق میں ڈوب چکے ہیں۔ دنیا فطری پستی، دنائیت و خست کے تاریک گڑھے میں پڑی ہوئی ہے۔ ضلالت کے جھکڑ نے ہدایت کے شمعوں کو گل کر دیا ہے۔ گمراہی کا ابر آفاق و انفس پر چھایا ہوا ہے۔ کوئی خطہ نہیں جہاں آفتاب ہدایت کی کوئی معمولی کرن چمکتی ہو۔ یہاں تک کہ عالم کا مرکزی نقطہ بھی تیرہ و تاریک ہو گیا ہے۔ خانۂ خدا پر کفر کا پرچم لہرا رہا ہے۔

پوری انسانیت خود کشی کے راستہ پر گامزن ہے۔ انسان اپنے خالق اور مالک کو بھول چکا ہے۔ اپنے آپ، اپنے مستقبل اور انجام سے بے پرواہ ہو چکا ہے۔ اس میں بھلائی اور برائی اور زشت و خوب میں تمیز کرنے کی صلاحیت ختم ہو چکی ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کا دل و دماغ کسی چیز میں کھو چکے ہیں۔ اسے دین و آخرت کی طرف سر اٹھا کر دیکھنے کا موقع نہیں۔ قلب کی صفائی، روح کی غذا، اخروی فلاح، انسانیت کی خدمت اور اصلاح حال کے لئے اس کے پاس ایک لمحہ بھی خالی نہیں۔ ایک شخص بھی نظر نہیں آتا۔ جو خدائے واحد کی پرستش کرتا ہو۔ اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراتا ہو۔ جس کا دل ہمدردی سے معمور ہو۔ جسے اپنے تاریک اور ہولناک انجام کا خوف لاحق ہو۔ اس عام گمراہی اور ضلالت کے ماحول میں اللہ تعالیٰ کی مشیت اور حکمت کا فیصلہ ہوا۔ کہ اس کے مقابلے کے لئے ایسی ہی عام ہدایت بھیجے۔ جو خطہ، ملک اور قوم و زبان کی قید سے آزاد ہو۔ وہ ہدایت بصورت خاتم الانبیاء حضرت سیدنا مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں ظاہر ہوئی۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

کفر کو شکست ہوئی۔ اس کا پھریرا اتار کر پھینک دیا گیا۔ اور اس کی جگہ خدائی نصرت و فتح کا جھنڈا نصب کر دیا گیا۔ اور اعلان ہوا کہ اب کفر ہمیشہ کے لئے شکست کھا چکا ہے۔ اب ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ کہ کلمہ توحید مٹ جائے۔ اور ہدایت کے آثار اس طرح مٹ جائیں۔ کہ خدا کی زمین پھر کسی نبی کو پکارنے لگے۔ نور نبوت اب تمام عالم کو اس طرح روشن کر چکا ہے۔ کہ کفر اب کتنا ہی سر پٹکے مگر وہ اس کو بجھا نہیں سکتا۔

رحمۃ للعالمین آ گیا۔ اب کوئی رسول اور نبی نہیں آئے گا۔ دنیا اس کی زیر رسالت و سیادت ختم ہو جائے گی۔

غور سے مطالعہ کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ عالم کی ابتداء و انتہا اور رسالت کی ابتداء و انتہا میں بڑا گہرا تعلق ہے۔ رب العالمین نے جب اس کرۂ عالم کی بنیاد رکھی۔ تو اس کے ساتھ ساتھ "قصر نبوت" کی پہلی اینٹ بھی رکھ دی۔ ادھر عالم تدریجاً پھیلتا رہا۔ ادھر قصر نبوت کی تعمیر ہوتی رہی۔ آخر کار عالم کیلئے جس انتہائی منزل پر پہنچنا مقدر تھا۔ پہنچ گیا۔ ادھر قصر نبوت بھی اپنے جملہ محاسن کے ساتھ مکمل ہو گیا۔ لہٰذا ضروری ہوا۔ کہ جس طرح اس سلسلے کے ابتداء کے متعلق اعلان ہوا تھا۔ اسی طرح انتہاء پر رسولوں کے خاتم کا اعلان بھی کر دیا جائے۔ تاکہ قدیم سنت کے مطابق اب کسی کو رسول کی آمد کا انتظار نہ رہے۔

نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے جتنے انبیاء کرام اس دنیا میں تشریف لائے کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا۔ کہ وہ خاتم النبیین ہے۔ بلکہ ہر ایک رسول نے اپنے بعد دوسرا رسول آنے کی خوشخبری سنائی۔ یہ سلسلہ چلتا رہا۔ یہاں تک کہ اسرائیلی سلسلہ کے آخری رسول نے اسماعیلی سلسلہ کے اس رسول کی خوشخبری سنائی جس کا اسم مبارک احمد تھا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس مبشر رسول نے آکر یہ اعلان کیا کہ انبیاء

کرام کا سلسلہ مجھ پر ختم ہو گیا۔ میں آخری رسول ہوں۔ عالم کا زمانہ بھی آخر ہے۔ قرب قیامت کے متعلق بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ عالم اب اپنے پورے عروج کو پہنچ چکا ہے۔ قصر نبوت میں ایک اینٹ کی کسر باقی تھی۔ وہ میری آمد سے پوری ہو گئی۔ عالم اور رسالت دونوں کی تعمیر پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی ہیں۔ قرآن مجید نے اعلان کیا " ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ؕ وکان اللہ بکل شیئٍ علیما ؕ۔

یعنی اب تک اس دنیا میں جتنے رسول تشریف لائے۔ وہ صرف اور صرف اللہ کے رسول تھے۔ جب کہ محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہونے کے علاوہ خاتم النبیین بھی ہیں۔ آپؐ کے متعلق صرف یہ تصور رکھنا کہ آپؐ رسول اللہ ہیں۔ ایک ناتمام اور ادھورا تصور ہے۔ بلکہ اس کے ساتھ یہ تصور بھی ضروری اور لازمی ہے۔ کہ آپؐ رسول اللہ ہونے کے علاوہ خاتم النبیین بھی ہیں۔ اگر غور سے دیکھا جائے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ مذکورہ دونوں تصورات میں آپ کا امتیازی تصور خاتم النبیین ہی ہے۔ ختم نبوت کی اسی اہمیت کی بنا پر کاتب تقدیر نے حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں شانوں کے درمیان آپ کے اسم مبارک کے ساتھ خاتم النبیین ہونے کی صفت بھی بصورت حروف نقش فرما دی تھی۔

حضرت آدم علیہ السلام کی حیثیت نسل انسانی کی بنیاد کی تھی۔ لوح محفوظ تمام حوادث عالم کی بنیاد ہے۔ اور عرش عظیم دربار الٰہی میں طے شدہ اور ناقابل ترمیم اصول و ضوابط کے اعلان کا سب سے بلند بورڈ ہے۔ ان مقامات پر ختم نبوت کے اعلان کا "مقصد" یہی تھا۔ کہ یہ بھی عالم کے بنیادی اور بدیہی مسائل میں داخل ہے۔ اور اس کا جاننا سب پر فرض ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ابتدا سے لیکر انتہا تک عالم بالا سے لے کر عالم اسفل تک ہر ذی شعور اور غیر ذی شعور نے آپ کی ختم نبوت کا نعرہ بلند کیا۔ اور جب آپ عالم دنیا میں تشریف لائے۔ تو آپ کی یہ امتیازی شان مہر نبوت کی صورت میں نمایاں کر دی گئی۔ حکمت خداوندی کو دیکھئے کہ مہر نبوت کے لئے آپ کے جسم مبارک میں وہی جگہ منتخب ہوئی۔ جو حضرت آدم علیہ السلام کے جسم مبارک میں منتخب ہوئی تھی۔

سنت الٰہیہ یہ ہے۔ کہ جب وہ کسی چیز کو ختم کرنے کا ارادہ فرماتا ہے۔ تو اُسے کامل ہی ختم کرتا ہے۔ نبوت جب اپنے کمال کو پہنچ چکی۔ تو اس کو بھی ختم کر دیا۔ اگر نبی اکرم علیہ السلام کے بعد نبوت جاری ہو۔ تو قاعدہ کے مطابق لازمی آئے گا۔ کہ اس کا خاتمہ نقصان پر ہو۔ یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے۔ کہ ایک نہ ایک دن اس عالم کو فنا ہونا ہے۔ اس لئے عقلاً کسی نہ کسی نبی کا آخری ہونا بھی لازم ہے۔ اب اگر اسے آپؐ سے زیادہ کامل سمجھا جائے تو اسلام میں اس عقیدے کے لئے کوئی گنجائش نہیں۔ اور اگر ناقص مانا جائے تو نبوت کا خاتمہ نقصان پر تسلیم کرنا ہوگا۔ جو سنت الٰہیہ کے خلاف ہے۔

ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا ، ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلا

عالم فطرت کا تجزیہ کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہر جزو و کل میں ایک حرکت ہوتی ہے۔ جو کمال کو متلاشی ہوتی ہے۔ ایک حد پر پہنچ کر یہ حرکت ختم ہو جاتی ہے۔ اور جہاں یہ ختم ہوتی ہے۔ وہی اس کا نقطۂ کمال ہوتا ہے۔

عالم نبوۃ میں بھی ایک تدریج نمایاں ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر تمام شرائع کو دیکھئے۔ تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ تمام نبوتیں کسی ایک کمال کی جانب متحرک ہیں۔ ہر پچھلی شریعت پہلی سے نسبتہً ارتقائی شکل میں نظر آتی ہے۔ لہٰذا اس طبعی اصول کے مطابق ضروری ہے کہ یہ حرکت بھی کسی نقطہ پر جاکر ختم ہو۔ چونکہ نبوۃ ہمارے ادراک سے بالاتر حقیقت ہے۔ اس لئے اس کے آخری نقطۂ کمال کا ادراک بھی ہمارے ادراک سے بالاتر ہے۔ بنا بریں ضروری ہوا کہ قدرت خود ہی اس کا انتظام فرمائے۔ اور خود ہی اس کا اعلان کر دے۔ کہ نبوت کا ارتقاء جہاں ختم ہوا ہے۔ وہ مرکزی اور کامل ہستی سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک ہستی ہے۔ قرآن نے اسی لئے " ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کے بعد فرمایا۔ وکان اللہ بکل شیئٍ علیما ؕ ✦

کوئی قادیانی خود کو ملائی نہیں کہہ سکتا

کراچی ۱۱ر نومبر (جسارت رپورٹ) ملائیشیا کے وہ افراد جو قادیانی مذہب اختیار کر رہے ہیں۔ انہیں اب ملائی تصور نہیں کیا جائے گا ملائیشیا کے نائب وزیر اعظم داتوک موسیٰ حسام نے اس ضمن میں ایک تنبیہ جاری کر دی ہے۔ امپیکٹ انٹرنیشنل کے مطابق داتوک موسیٰ نے کہا کہ ملائیشیا کے وفاقی قانون میں واضح طور پر درج ہے کہ " ملائی وہ ہے جو اسلام پر عمل کرتا ہو " اور یہ فتویٰ مسلّم ہے کہ قادیانی تعلیمات اسلام کے مطابق نہیں چونکہ انڈونیشیا اور ملائشیا کے عوام قادیانیوں کی حیثیت سے ناواقف تھے اس لئے قادیانیوں نے چھوٹے چھوٹے جتھے اور علاقے قائم کر لئے۔

بشکریہ روزنامہ جسارت کراچی

۲۳ نومبر ۱۹۸۲ء

معلومات

پردہ کی اہمیت

محمود الحسن اشرف عباسی

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

یہ پڑھ لینا اور اس پر یقین کر لینا ایک معاہدہ ہے۔ خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے کا جب انسان اس کلمہ کو پڑھ کر حلقۂ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے تو اس وقت انسان پر یہ واجب ہو جاتا ہے کہ وہ اپنی زندگی کے تمام شعبوں کو احکام الٰہیہ کے مطابق چلائے گا۔ تمام مخلوقات میں جتنی بھی انواع مخلوق ہیں سب ہی کے لئے کچھ حدود و قیود رب کائنات نے متعین کئے ہیں اور ان میں ایک انسان بھی ہے۔ انسانیت کی تعمیر و ترقی کے لئے جو ضابطہ متعین کیا ہے وہ اسلام ہے۔ گویا کہ انسانی زندگی کے تمام احکامات تمام آداب اسلام ہی کے تابع ہیں۔ احکامات الٰہیہ جس کا دوسرا نام نظام اسلام ہے۔ اب انسان کو اپنی زندگی اسلام کے مطابق گذارنا تو باعث نجات ہے۔ اور اسلام کے احکامات سے تجاوز یا اعراض کرنا موجب ہلاکت و تباہی ہے۔ سورۂ احزاب میں خداوند عالم کا ارشاد ہے

وما کان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرة من امرھم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا:	اور کام نہیں ہے کسی ایماندار مرد کا اور نہ ایماندار عورت کا جب کہ مقرر کر دے اللہ اور اس کا رسول کوئی کام کہ ان کو رہے اختیار اپنے کام میں، اور جس نے نافرمانی کی اللہ کی اور اس کے رسول کی سو وہ راہ بھولا صریح چوک کر۔ (ترجمہ شیخ الہند)

قرآن کریم کی مذکورہ آیت سے بھی دو اصول معلوم ہوئے ایک تو یہ کہ جب خدا اور اس کے رسول کا حکم آئے اس پر عمل کرنا ضروری ہے اور دوسرا اصول یہ معلوم ہوا کہ خدائے بزرگ و برتر یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کو پس پشت ڈال کر اپنی نفسانی خواہشات کی اتباع کرنا راہ مستقیم سے ہٹ کر بے راہ روی کا شکار ہونا ہے۔ ان ہی اصولوں کو پیش نظر رکھ کر پردہ سے متعلق کچھ عرض کرنا ہے۔ خدائے تعالیٰ نے اسلام میں بہت سے فرائض مقرر کئے ہیں۔ من جملہ ان فرائض میں مسلمان عورت کیلئے ایک غیر محرم مرد سے پردہ کرنا بھی ہے۔ اور بے حجابی اور بے پردگی حرام کر دی گئی۔ عورت چونکہ ایک قابل احترام ہستی ہے۔ اس لئے اسلام نے عورت کی آبرو اس کی عفت اور عصمت کی حفاظت کے لئے کچھ حدود و قیود مقرر کئے ہیں تاکہ اس قابل احترام ہستی پر کسی بدباطن کی نظر بد نہ پڑ جائے۔ اور ان حدود میں پردہ بنیادی اور اہم حدود ہے یہ پردہ فرائض اسلام میں ایک ایسا فرض ہے کہ فرضیت کی حجت قرآن کریم ہی ہے گویا کہ دیگر ادلہ کی طرف مراجعت کی ضرورت ہی نہیں پیش آتی۔ چنانچہ سورۂ احزاب میں کئی مقامات پر مختلف پیرایوں میں پردہ کرنے پر زور دیا گیا ہے ایک جگہ پر ارشاد ہوتا ہے

یٰایھا النبی قل لازواجک وبناتک ونساء المؤمنین یدنین علیھن من جلابیبھن ذالک ادنیٰ ان یعرفن فلا یؤذین	اے نبی کہہ دے اپنی عورتوں کو اور اپنی بیٹیوں کو اور مسلمانوں کی عورتوں کو نیچے لٹکا لیں اپنے اوپر تھوڑی سی اپنی چادریں اس میں بہت قریب ہے کہ پہچانی پڑیں تو کوئی ان کو نہ ستائے۔ ترجمہ از شیخ الہندؒ

اس آیت کی تفسیر مفسرین سے ان ہی کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں۔ علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ ”جاہلیت کے زمانہ میں عورتیں بے پردہ باہر نکلتی تھیں حق تعالیٰ شانہٗ نے مسلمان عورتوں کو حکم دیا کہ وہ باپردہ باہر نکلیں تاکہ وہ کافر عورتوں سے ممتاز رہیں۔ شاہ عبدالقادرؒ لکھتے ہیں ”یعنی پہچانی پڑیں کہ لونڈی نہیں بی بی ہے صاحب ناموس ہے بدذات نہیں ہے نیک بخت ہے تو بدنیت لوگ اس سے نہ الجھیں گھونگھٹ (پردہ) اس کا (نیک بخت کا) نشان رکھ دیا۔“ علامہ شبیر احمد عثمانی اس آیت کی تشریح میں رقم طراز ہیں۔ ”یعنی بدن زیبا پہننے کے ساتھ چادر کا کچھ حصہ سر سے نیچے چہرہ پر بھی لٹکا دیں۔“ اس آیت کے نازل ہونے پر مسلمان عورتیں بدن اور چہرہ چھپا کر اس طرح نکلتی تھیں کہ صرف ایک آنکھ دیکھنے کے لئے کھلی رہتی تھی اس سے ثابت ہوا کہ فتنہ کے وقت آزاد عورت کو بھی چہرہ چھپا لینا چاہیے“ اس

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

آیت سے چند باتیں معلوم ہوئی ۔

پردہ مسلمان عورت اور غیر مسلم عورت کے درمیان ایک تمیز ہے ۔

پردہ نیک بختی اور شرافت وفضیلت کی نشانی ہے ۔

بے پردگی بدذاتی اور رذالت کی نشانی ہے ۔

روز اوّل ہی سے پردے کے متعلق دو طبقے چلے آرہے ہیں ایک تو وہ جو پردے کی مخالفت میں ۔ اور دوسرا جو کہ پردہ کی موافقت میں گویا کہ شرفاء پردہ کی موافقت میں اور بدقماش پردہ کی مخالفت میں ۔ نیز اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ۔ واذا سألتموهن متاعا فاسئلوهن من وراء حجاب ۔ ترجمہ : اور جب تم نے ان (عورتوں) سے کسی چیز سے متعلق سوال کرنا ہو تو پردہ کے پیچھے سے سوال کرو لیں سے خوب

صفائی ہے تمہارے دلوں کی اور ان (عورتوں) کے دلوں کی اس آیت قرآنی سے معلوم ہوا کہ اوّل تو بغیر کسی ضرورت کے اگرچہ پردہ کی رعایت ہی کیوں نہ کی جائے کسی مرد کا کسی عورت سے گفتگو کرنا شریعت کو پسند ہی نہیں ہے دوم اگر کوئی ضرورت پیش آجائے تو کوئی چیز طلب کرنی ہے وہ پردہ کے پیچھے سے طلب کی جائے ۔ یہاں صراحتاً حکم ہے کہ فاسئلوهن من وراء حجاب اس کے بعد اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے ۔ ذٰلكم اطهر لقلوبكم وقلوبهن یہاں سے معلوم ہوا کہ تطہیر قلب پاکبازی اور پاکیزگی پردہ پر ہی موقوف ہے ۔ مگر افسوس ہے کہ آج مسلمانوں کی پردہ کی طرف ذرا توجہ نہیں ہے ۔ حالانکہ اسلام اس بے پردگی کو ختم کرنے کیلئے آیا تھا ۔ کیونکہ اسلام سے قبل دور جاہلیت تھا ۔

اس دور میں عورتیں بازاروں میں اور دیگر مجالس میں بے پردہ جاتی تھیں ۔ خدا پاک نے جاہلیت کے اس ناپاک اور گندے طرز معاشرت کو سختی کے ساتھ منع فرمایا ۔ ارشاد ہے وقرن فی بیوتكن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولى ، ترجمہ : ۔ اور قرار پکڑو اپنے گھروں میں اور بے پردہ (اپنی زیبائش) نہ دکھاتی پھرو پہلے زمانہ جاہلیت میں بے پردگی کا مظاہرہ کرتی تھیں ۔ لیکن اسلام ایسی بداخلاقی ، بدکرداری اور بے پردہ

پہلے زمانہ جاہلیت میں بے پردہ پھرنے کی طرح ۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ زمانہ جاہلیت میں عورتیں بے پردہ پھرتی تھیں اور اپنے بدن کو مزین بنا کر اعلانیہ بے پردگی کا مظاہرہ کرتی تھیں ۔ لیکن اسلام ایسی بداخلاقی ، بدکرداری اور بے حیائی کو کب برداشت کرسکتا تھا ۔ اسلام کی تعلیم تو حیا اور عفت ، اور پاکدامنی کا درس دیتی ہے اور شریعت صرف اس بات کو پسند کرتی ہے کہ مسلمان عورت صرف اور صرف اپنے گھر کی زینت بنے

نہ یہ کہ عیاشوں کی تفریح طبیعت کا سامان بنے اور بے پردہ اپنی آرائش و زیبائش کا مظاہرہ کرتی پھرے صد افسوس کہ آج کی عورت اسلام کے نظام معاشرت ، اور نظام عفت و عصمت کو پس پشت ڈال کر یورپ کی تقلید کرنا چاہتی ہے ۔ حالانکہ اس میں شبہ نہیں کہ یورپ میں اخلاقی تباہی ، بدکاری اور فحاشی کی ابتداء بے پردگی سے ہی ہوئی ہے ۔ بے پردگی نے جسمانی زیبائش کا راستہ کھولا اور ساتھ ہی بے حیائی کی صورت اختیار کرلی جس سے بداخلاقی اور بدکرداری کے تمام دروازے کھل گئے اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہاں کے لوگ جانوروں کی طرح اپنی شہوت پوری کرتے ہیں اس کے برعکس اسلام نے جس نظام زندگی کی تعلیم دی ہے وہ طہارت و تقویٰ اور عفت و پاک دامنی کا ضامن ہے ۔ ایک مسلمان کے لئے تو ضروری ہے کہ اس کی ایمانی غیرت اور دینی جذبہ حمیت اس بات کا تقاضہ کرے کہ وہ اسلامی تہذیب و تمدن ہی کو اپنائے : بہرحال قرآن پاک نے پردہ کو بالکل واضح بیان فرمادیا ہے جس میں ذرہ بھی اشکال یا اوہام کی گنجائش نہیں ہے ۔ ہر مسلمان پر خدا تعالےٰ کے احکامات پر عمل کرنا لازم ہے لہٰذا ضرورت اس چیز کی ہے کہ مسلمان اپنی دنیاوی زندگی کو مکمل طور پر اسلام کے تابع بنائیں : مغربی یا مشرقی تمدن تباہی اور ہلاکت کا سبب ہے جس میں دین و دنیا اخلاق و اعمال اور ایمان کی تباہی ہے ۔ وہ لوگ جو بے پردگی کو ترغیب یا رواج دے رہے ہیں خواہ وہ قولاً ہو یا فعلاً ہو ایسا کرنا اسلام کے ساتھ کھلی بغاوت ہے : ایسے حضرات کو آخرت کا خوف اور خدا تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں بھولنا چاہیے ۔ ورلیں ڈرنا چاہیئے ان لوگوں کو جو اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی فتنہ اور مصیبت انکو آگھیرے یا ان پر کوئی دردناک عذاب مسلط ہوجائے ۔ ۔

مسلمان استاد کیخلاف

مرزائیوں کی بدسلوکی کی مذمت

مجلس تحفظ حقوق اہل سنت والجماعت جلال پور پیروالہ کے رہنماؤں قاری عبدالرحیم فاروقی ، حاجی نثار احمد قریشی ، عبدالرحمٰن الجامی النقشبندی ، حبیب الرحمٰن قادری ، خدا بخش فاروقی ، حسن معاویہ ، عبدالمجید شاہ ندیم نے ہفت روزہ ختم نبوۃ کی وساطت سے ربوہ میں تعلیم الاسلام ہائی ۔ مڈل سکول میں ایک استاد کے ساتھ بدسلوکی اور مرزائیوں کے قاتلانہ حملے کی شدید مذمت کی ہے اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ اس واقعہ میں ملوث مرزائی ملزموں کے خلاف مؤثر کارروائی کی جائے ۔

تقریر

بہاول پور میں علامہ انظر شاہ مسعودی کا ولولہ انگیز خطاب

رپورٹ :۔ محمد اسماعیل شجاع آبادی مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان ۔ بہاولپور

امام العصر حضرت علامہ انور شاہ الکشمیریؒ کے فرزند ارجمند اور دارالعلوم دیوبند کے استاذ الحدیث حضرت مولانا سید محمد انظر شاہ مسعودی دامت برکاتہم بہاولپور میں تشریف لائے آپ نے مختلف اجتماعات سے خطاب فرمایا۔ آپ کے اعزاز میں دارالعلوم مدنیہ میں استقبالیہ پروگرام ترتیب دیا گیا جس میں بہاولپور کے معروف عالم دین مولانا غلام مصطفیٰ نے مہمان محترم کا استقبال کرتے ہوئے خیر مقدم کیا مولانا نے معززین شہر جس میں علماء کرام، وکلا، طلباء، دانشور حضرات شریک ہوئے سے خطاب فرمایا۔ آپ کا خطاب چونکہ مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت امام العصر علامہ کشمیریؒ کی خدمات پر تھا۔ اس لیے آپ ہی کے الفاظ میں پیش خدمت ہے۔ اور ٹیپ ریکارڈر کی مدد سے سپرد قلم کیا گیا ہے۔۔

مولانا نے خطبہ مسنونہ کے بعد بلا تمہید فرمایا کہ پنجاب کے ساتھ مجھے روحانی وابستگی ہے ۔ یہ تو آپ حضرات جانتے ہیں۔ کہ والد کرم کشمیر سے ہندوستان تشریف لائے۔ مولانا نے اپنی زندگی میں دنیا جمع کی اور نہ جمع کرنے کی فکر کی۔ اپنی تدریس کے ابتدائی دس سالہ دور میں آپ نے دارالعلوم دیوبند سے کبھی تنخواہ وصول نہیں کی۔ اور نہ کوئی مشاہرہ لیا حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کے خاندان کے بزرگوں نے حضرت کی شادی کا پروگرام بنایا۔ ادھر حضرت شاہ صاحب ہجرت کا ارادہ رکھتے تھے۔ تو آپ استاد محترم حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب۔ دیوبندیؒ سے اجازت لینے کی غرض سے حاضر خدمت ہوئے۔ حضرت شیخ الہندؒ کی اپنے شاگردوں اور تلامذہ کی قابلیت اور صلاحیت پر پوری نظر تھی۔ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ میرا علم انور شاہؒ ہے۔ میری زبان شبیر احمد عثمانیؒ ہے۔ میرا دماغ عبیداللہ سندھیؒ ہے۔ اور میرے ہاتھ اور پاؤں حسین احمد مدنیؒ ہے۔ جب والد محترم نے ہجرت کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ تو حضرت نے بہت شدت سے روک دیا۔ یہ وہ زمانہ ہے جب شاگرد اپنا سب کچھ اور تابناک مستقبل اساتذہ کے اشاروں پر قربان کرنے کے لیے تیار ہوتے تھے۔ حضرت شیخ الہند کے حکم پر آپ نے اپنا رخت سفر کھول دیا۔

ادھر حضرت شیخ الہندؒ نے ہجرت کا ارادہ ظاہر فرمایا تو دائرہ اہتمام کے ذمہ دار لوگوں نے حضرت سے عرض کی کہ اپنا کوئی جانشین مقرر فرما دیں۔ حضرتؒ نے اپنے خصوصی شاگردوں کا نام لیا اور فرمایا ان میں آپ جسے چاہیں دارالعلوم کا صدر مدرس بنا دیں۔ لیکن اگلے دن عرض کیا کہ آپ ہی مقرر فرما دیں۔ آپ نے ایک دن متعین کرتے ہوئے فرمایا کہ میں آخری سبق پڑھاؤں گا۔ دہلی، میرٹھ، سہارنپور، مظفر نگر، دیوبند اور مضافات دیوبند سے بہت بڑا ہجوم جمع ہو گیا۔ اور حضرت کے نمایاں اور چیدہ اور چنیدہ تلامذہ اور شاگرد بھی پہنچ گئے۔ اور سامنے بیٹھ گئے۔ اور ایک صاحب نے بخاری شریف کی تلاوت اس غرض سے شروع کی کہ حضرت مجھے منتخب فرمائیں گے۔ اور اس میں کوئی ہرج بھی نہیں۔

امام اعظم کا واقعہ حضرت۔ امام اعظمؒ طویل وقت سفر میں گزار کر واپس تشریف لائے۔ تو صاحبزادہ نے عرض کیا کہ آپ کو سفر میں کون یاد آیا؟ اور خیال تھا۔ کہ طبعی اور فطری تعلق کی بنا پر میرا ہی نام لیں گے۔ امام اعظمؒ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ سفر میں سب سے زیادہ مجھے قاضی ابو یوسفؒ یاد آتے رہے۔

سیدنا الشافعی الامام کے تلامذہ میں ایک رئیس کبیر دولت مند شاگرد تھے۔ اور آپ کے ہاں فقر و فاقہ تھا۔ وہ اپنا مال و دولت تمول آپؒ پر خرچ کیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ حضرت الامامؒ اس شاگرد کے گھر تشریف لے گئے۔ تو اس طالب علم نے لمبی چوڑی فہرست کھانوں کی خدمت میں پیش کی کہ آپ کے اعزاز و استقبال میں یہ کھانے پکوا رہا ہوں۔ آپ نے اپنے قلم سے دو ایک کھانوں کا اضافہ کر دیا۔ وہ طالب علم اتنا خوش ہوا کہ امام نے میرے گھر کو اپنا گھر سمجھا ہے۔ اسی خوشی میں ایک باندی آزاد کر دی۔ جب امام شافعیؒ کا آخری وقت آیا تو لوگوں نے عرض کیا آپ اپنا کوئی جانشین مقرر کر دیں۔ اس شاگرد کو اتنا اعتماد و یقین تھا کہ حضرت مجھے ہی منتخب فرمائیں گے۔ جب انتخاب کی مجلس جمی تو وہ شاگرد اپنا سر اٹھا اٹھا کر دکھلا رہا تھا۔ کہ آپ مجھے منتخب کریں لیکن آپ نے اپنے ایک خصوصی شاگرد حضرت امام مزنیؒ کا نام منتخب فرمایا۔ امام مزنیؒ امام طحاویؒ کے حقیقی ماموں ہیں۔ اس پر اس شاگرد نے شکایت کی تو سیدنا الشافعی الامامؒ نے

فرمایا کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس حدیث پر عمل کیا ہے جس میں آپ نے فرمایا کہ

یعنی جب کوئی معاملہ نااہل کے سپرد کر دیا جائے تو قیامت کا انتظار کرنا چاہیے۔ یہ انداز تھا عطار ربانی کا۔

تو شیخ الہندؒ انتخاب فرما رہے تھے۔ سب نمایاں شاگرد سامنے تھے۔ سوائے والد مرحوم علامہ انور شاہؒ کے۔ کہ وہ درسگاہ کے ایک گوشہ میں خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ تلاوت حدیث کے بعد حضرت شیخ الہند نے نظر مبارک اٹھا کر فرمایا کہ مولوی انور شاہ صاحب کہاں ہیں ہم لوگوں نے بتایا تو فرمایا کہ انہیں بلا لیا جائے۔ والد مرحوم تشریف لائے۔ تو حضرت شیخ الہند نے فرمایا کہ پڑھی ہوئی حدیث کی تقریر فرمائیں" والد مرحوم "گھبرا گئے کہ حضرت شیخ الہندؒ جیسے جبل العلم اور عظیم استاذ کے سامنے کیا تقریر کی جائے۔ جو حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے تمام علمی کارناموں میں گوہر شب چراغ ہیں۔ فرمایا کہ آپ تقریر فرمایئے۔ والد مرحوم نے کانپتے ہوئے تقریر کی تو حضرت شیخ الہند نے اپنے سر مبارک سے کلاہ مبارک اتار کر شاہ صاحب کے سر پہ رکھی۔ اور فرمایا کہ آج کے بعد جو اپنے آپ کو میرا شاگرد سمجھتا ہے۔ تو حضرت شاہ صاحب کا بھی شاگرد سمجھے۔ گویا کہ آپ کی نظر تھی۔ کہ شاہ صاحب دارالعلوم دیوبند کے علمی امتیاز وقار اور اختصاص کو محفوظ رکھیں گے۔

حضرت شیخ الہند کے تشریف لے جانے کے بعد حضرت مولانا حبیب الرحمن عثمانی" مدیر دارالعلوم جو بڑے مدبر تھے متفکر تھے۔ انہیں خیال ہوا کہ شاہ صاحب کہیں تشریف نہ لے جائیں تو انہوں نے شادی کرا دی۔ تو وہی بات پیش آئی جو اردو کے کسی شاعر نے کہی۔

ہو گئے ہیں پاؤں بھی پہلے نبرد عشق میں زخمی
نہ بھاگا جائے ہے مجھ سے نہ ٹھہرا جائے ہے مجھ سے

شادی کے بعد دارالعلوم میں ٹھہر گئے۔ شادی ہونے کے بعد مولانا حبیب الرحمن صاحب نے خانگی ضروریات کے پیش نظر پچیس روپے تنخواہ مقرر فرمائی۔ جو خفیہ طور پر والدہ ماجدہ کے ہاں بھجوا دیا کرتے تھے۔ جب آپ کو معلوم ہوا تو تین الامک دارالعلوم دیوبند کی جامع مسجد میں جمعہ کی نماز کے بعد زار و قطار روتے رہے۔ اور فرماتے کہ بھائی میں وہ بدنصیب ہوں جو اپنے علم کو بیچ رہا ہوں۔

حضرت مولانا بدر عالم صاحب مہاجر مدنیؒ نے آپ کی آخر عمر میں فرمایا کہ حضرت آپ نے ساری عمر کچھ نہیں کمایا۔ بخاری شریف کی شرح لکھ دیں۔ ایک تو علم دوستوں کو فائدہ ہوگا۔ آپ کے بچوں کا پیٹ بھی پلتا رہے گا۔ تو حضرت نے فرمایا ساری عمر تو دینی تنخواہ لی ہے۔ آپ کیا فرماتے ہیں کہ مرنے کے بعد بھی میرا علم بکتا رہے۔

وفات کے وقت اندر کی واسکٹ میں سے چاندی کے صرف دو روپے تھے اور صندوق میں ایک تھیلی میں تین سو روپے تھے جس پر لکھا ہوا تھا کہ تحریک کشمیر کی امانت ہے۔ ان حالات میں والدہ مرحومہ نے تنہائی میں عرض کیا کہ آپ ہمیں کس کے سہارے پر چھوڑے جا رہے ہیں۔ فرمایا کہ وفات کے بعد پنجاب چلی جانا وہاں میرے وفادار شاگرد ہیں۔ جو بچوں کی حفاظت کریں گے۔ پنجاب کی وصیت فرمائی تھی۔ دکشمیر کی اس وجہ سے پنجاب سے علمی اور روحانی تعلق رہا۔ بالخصوص سرزمین بہاولپور کو ایک تاریخی اہمیت اور عظمت حاصل ہے۔ ایک مرتبہ والد مرحوم نے فرمایا۔ کہ فتنہ قادیانیت کی وجہ سے تین ماہ تک نہیں سویا۔ اس غم اور فکر میں کہ کہیں قادیانیت کا فتنہ اسلام کو بیخ و بن سے اٹھا کر نہ پھینک دے۔ تین ماہ کے بعد میرے قلب پر القا ہوا کہ خداوند تعالیٰ اس دین کی حفاظت فرمائے گا۔

درس میں ایک مرتبہ یہ بھی فرمایا کہ تیس سال کے عرصہ میں دس دس سال کے وقفہ میں میں نے تین مرتبہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ ہر مرتبہ توجہ دلاتے تھے۔ کہ ختم نبوت کی حفاظت کرو جس وقت بہاولپور کا واقعہ پیش آیا تو آپ ڈابھیل کے لیے رخت سفر باندھ چکے تھے۔ جس وقت شیخ الجامعہ مولانا غلام محمد گھوٹویؒ کا تار پہنچا نواب بہاولپور تشریف لائے۔ اور جامع مسجد الصادق میں تقریر فرمائی۔ اور فرمایا کہ میں ڈابھیل کے لیے پا بہ رکاب تھا۔ بہت ضعیف اور علیل ہوں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرے پاس کوئی توشۂ آخرت نہیں ہے۔ لیکن بہاولپور آگیا کہ میں محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا جانبدار ہو کر آیا ہوں۔ ممکن ہے کہ میرے لیے ذخیرہ آخرت بن جائے۔"

اس پر بہاولپور کے عوام کی چیخ و پکار نکل گئی۔ اور آپ کے ایک شاگرد مولانا عبدالحنان ہزاروی کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ "حضرت آپ ہمارے ایمان کو آزمائش میں ڈال رہے ہیں۔ اگر آپ کی بھی نجات ممکن نہیں تو ہم کہاں نجات پا جائیں گے۔" پھر کھڑے ہو گئے۔ اور فرمایا کہ "ان مولوی صاحب نے ہماری تعریف میں مبالغہ کیا۔ ہم پر یہ بات کھل گئی ہے کہ گلی کا کتا بھی ہم سے اچھا ہے۔ اگر ہم ختم نبوت کی حفاظت نہ کر سکے۔"

وفات کے بعد حضرت مولانا حسین علی صاحب نقشبندیؒ دیوبند تشریف لے گئے جن کے متعلق والد مکرم فرمایا کرتے تھے۔ کہ یہ نقشبندیت کے امام ہیں۔ اور قبر پر بہت دیر تک مراقب رہے۔ جب دفتر تشریف لائے تو اہتمام کے ذمہ دار حضرات نے پوچھا کہ آپ دیر تک مزار پر کیا کرتے رہے۔ پہلے تو آپ نے بتلانے سے گریز کیا سخت اصرار کے بعد فرمایا کہ حضرت شاہ صاحب سے میری لمبی گفتگو ہوئی۔ سب سے پہلے حضرت شاہ صاحب نے بیحد شکریہ ادا کر کے فرمایا کہ آپ تشریف لائے اور میرے بچوں کے سر پر دست شفقت رکھا۔

میں نے پوچھا آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا فرمایا کہ نجات ہو گئی۔ میں نے

ابھی اسلام زندہ ہے ابھی قرآن باقی ہے

مولانا حمادی کا خطاب

ٹنڈو آدم ۵ نومبر، مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع سانگھڑ کے رہنما جامع مسجد ٹنڈو آدم کے خطیب حضرت مولانا احمد میاں حمادی نے قبل نماز جمعہ خطاب کرتے ہوئے مسئلہ ختم نبوت پر تفصیل روشنی ڈالتے ہوئے جھوٹے مدعیان نبوت کی نشاندہی کی، انہوں نے غلام احمد قادیانی اور اس کی امت۔ لاہوری وقادیانی دونوں کے ناپاک عزائم وعقائد اور خطرناک منصوبوں سے عوام کو روشناس کرایا۔ انہوں نے ہر مکتب فکر کے علماء وعامۃ المسلمین سے اپیل کی کہ وہ اپنے اختلاف کو ختم کریں متحد ومتفق ہوکر ختم نبوت کے بدترین دشمن مرزائیوں کو ان کے اصل مقام کفر وارتداد تک محدود کرنے میں جدوجہد کو جاری رکھیں جامع مسجد کے اس عظیم اجتماع میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین کو خراج تحسین پیش کیا گیا اور مندرجہ ذیل قراردادیں متفقہ طور پر پاس ہوئیں۔

۱۔ یہ اجتماع مرزا طاہر کی آمد کے موقع ائیرپورٹ قادیانیوں کی جانب سے احمدیت زندہ باد کے نعروں کو شرانگیز، اور مسلمانوں کو اشتعال دلانے کے مترادف قرار دیتے ہوئے قادیانیوں کو متنبہ کرتا ہے کہ وہ اس قسم کی حرکتوں سے باز رہیں۔ کیونکہ ابھی اسلام زندہ ہے ابھی قرآن پاک باقی ہے۔

۲۔ جامع مسجد ٹنڈو آدم کا یہ عظیم الشان اجتماع پی آئی اے کی جانب سے قادیانیوں کی حوصلہ افزائی اور بے جا رعایتوں کو بنظر نفرت دیکھتے ہوئے حکومت سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ مرزا طاہر کی بیرونی ملک سے واپسی جس شاہانہ انداز سے آؤ بھگت اور وی آئی پی روم میں پاکستان کے ایک معزز ومحترم شہری کی حیثیت کا درجہ دینے میں جو افراد ملوث ہوں ان کے خلاف سخت کارروائی کی جائے

۳۔ یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانی (مرتدوں) سے ہر قسم کا امتیازی سلوک قطعاً ختم کیا جاوے ورنہ مسلمانوں کے دل میں شکوک وشبہات پیدا ہونا ایک قدرتی بات ہے

۴۔ قادیانیوں کی بلا تاخیر مردم شماری کرائی جائے اور تمام کلیدی آسامیوں سے فوراً ہٹا کر انہیں تناسب کے لحاظ سے ملازمتوں میں رکھا جائے۔

۵۔ یہ اجتماع روزنامہ "امن" کراچی کی قادیانی نواز پالیسی کو بنظر نفرت کی نگاہ سے دیکھتا اور مذمت کرتا ہے کہ قادیانیوں کا غیر اسلامی اشتہار غیر آئینی طور پر روپیہ کمانے کی آڑ میں شائع کرکے قادیانیت کی تبلیغ کا حق ادا کیا۔ اور مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم کی جانب سے باوجود قیمت ادا کرنے کے جواب شائع نہ کرنا، وکروڑ مسلمانوں کی دل آزاری اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت سے غداری کرتے ہوئے چیک واپس کردیا۔

۶۔ یہ اجتماع روزنامہ امن کراچی کے ایڈیٹر اور انتظامیہ سے قادیانیت نواز رویہ تبدیل کرنیکا مطالبہ کرتا ہے ورنہ عوام اس پر شدید ردعمل کا اظہار کریں گے۔

۷۔ یہ اجتماع حکومت پاکستان کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ قادیانیوں کی جانب سے جنوبی افریقہ کی سپریم کورٹ میں دائر کردہ مقدمہ کے جوابی دعویٰ کی پیروی کیلئے پاکستان کے رہنما علماء کرام اور با اثر معزز قانون دانوں کے وفد کو حضرت مفتی زین العابدین کی قیادت میں جنوبی افریقہ جانے کی سہولت مہیا کی جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے مرتدین کو ذلیل وخوار اور اسلام وختم نبوت کا بول بالا فرمایا

مولانا اسعد تھانوی کی سفر حج اور عرب امارات کے دورہ سے واپسی

مدرسہ اشرفیہ کے مہتمم اور گلشن عیدگاہ کے خطیب مولانا محمد اسعد تھانوی نے وفاق المدارس کے وفد کے رکن کی حیثیت سے حج کے بعد جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کا دورہ کیا۔ جامعہ کے وائس چانسلر رجسٹرار اور معاد کمیٹی کے چیئرمین سے ملاقات کی مدینہ یونیورسٹی اپنے چانسلر جلالۃ الملک فہد بن عبدالعزیز کی براہ راست نگرانی میں دنیا کے سو سے زائد ممالک کے سات ہزار طلباء دینی تعلیمات کے حصول میں منہمک ہیں جن میں تقریباً تین سو طلباء کا تعلق پاکستان سے ہے۔ وفاق المدارس کے وفد کو پاکستانی علماء نے میدان منیٰ میں استقبالیہ دیا۔ اور بعد میں مدینہ منورہ میں پاکستانی طلباء نے وفد کے ارکان کو استقبالیہ دیا۔ وفد کے ارکان نے اس بات کو خاص طور سے نوٹ کیا کہ پاکستانی طلباء انتہائی انہماک اور محنت کے ساتھ تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور تمام درجات میں نمایاں کامیابیاں حاصل کر رہے ہیں جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے عمائدین نے اصولی طور پر اس بات سے اتفاق کیا کہ آئندہ بجائے انفرادی مدارس کے سند کے حاملین کے وہ وفاق المدارس کی سند کے حامل افراد کو وفاق المدارس کے ذریعے جامعہ اسلامیہ میں داخلہ

دیں گے۔ کمائدین جامعہ نے زیر تعلیم پاکستانی طلباء کی علمی قابلیت کی اور دینداری کی بھی تعریف کی۔ مدینہ یونیورسٹی کے دورہ کے بعد مولانا اسعد تھانوی نے متحدہ عرب امارات قطر وغیرہ کا بھی دورہ کیا اور وہاں پاکستانیوں کی طرف سے دیئے گئے اپنے اعزاز میں استقبالیوں میں شرکت اور تبلیغی جلسوں سے خطاب کیا۔

ربوہ میں مسلمان اساتذہ سے توہین آمیز سلوک کرنیوالے ڈائریکٹر اسکولز کو معطل کیا جائے

چنیوٹ ۲۰ نومبر (نامہ نگار) گزشتہ روز یہاں شہر کی تمام جامع مساجد میں نماز جمعہ کے بعد تمام علماء کرام نے مختلف قراردادوں کے ذریعہ ربوہ کے اسکول میں مسلمان اساتذہ کے ساتھ ڈائریکٹر اسکولز فیصل آباد ڈویژن صفدر جنگ کے ناز یبا اور توہین آمیز سلوک کی شدید مذمت کرتے ہوئے اس کی معطلی کا مطالبہ کیا ہے اور کہا کہ حالات کو بگاڑنے کی ذمہ داری ڈائریکٹر تعلیم پر ہے یاد رہے کہ گزشتہ روز ربوہ کے اسکول میں مرزائی اساتذہ مرزائی دہشت گردی کی گئی اور ڈائریکٹر نے کھل کر مرزائی اساتذہ کی موجودگی میں مسلمان اساتذہ کے بارے میں نازیبا توہین آمیز الفاظ استعمال کئے تھے اور دو مسلمان اساتذہ کو دس دس یوم کی جبری رخصت پر بھیج دیا ہے ادھر تحریک ختم نبوت کے رہنما ملک رب نواز نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مرزائی جماعت مختلف طریقوں سے ملک پر اپنی گرفت مضبوط کر رہی ہے جس کی واضح مثال پاک امریکہ مشترکہ تجارتی تنظیم کی تشکیل ہے جس میں ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کا نام سرفہرست ہے انہوں نے کہا کہ قادیانی مرزا طاہر احمد کی یورپ سے واپسی کے بعد مسلسل اشتعال انگیزیوں میں مصروف ہیں تاکہ ملک میں بدامنی اور بے چینی پھیلے انہوں نے ربوہ اسکول کے حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈائریکٹر صفدر جنگ کی طرف سے مسلمان اساتذہ کے ساتھ انتقامی کارروائیوں کی مذمت اور ان کی معطلی کا مطالبہ کیا۔

بشکریہ روزنامہ نوائے وقت کراچی

مورخہ ۲۱ ر نومبر ۱۹۸۲ء

علماء قادیانیوں کی زیادتی پر آواز اٹھائیں۔ مولانا راشدی

لاہور ۲۲ نومبر (پ ر) کالعدم جمعیت العلماء اسلام عبیداللہ گروپ پنجاب کے جنرل سیکرٹری مولانا زاہد الراشدی نے ربوہ میں قادیانی اساتذہ کی زیادتیوں کی مذمت کی ہے اور ان طلباء اور اساتذہ کو اپنی حمایت کا یقین دلایا ہے جو ان نادیا کاسہ دائرہ کے شکار بنائے جا رہے ہیں۔ آج ایک بیان میں انہوں نے صوبہ کے تمام ائمہ مساجد

سے خواہ ان کا تعلق کسی بھی فرقہ سے ہو، کہا ہے کہ وہ اس معاملہ میں اپنے غم و غصہ کا موثر اظہار کریں۔

بشکریہ روزنامہ نوائے وقت کراچی

مورخہ ۲۳ ر نومبر ۱۹۸۲ء

ربوہ سکول میں مسلمان استاد پر حملہ کے خلاف احتجاج کا سلسلہ جاری رکھنے کا فیصلہ

چنیوٹ ۲۱ نومبر (نمائندہ جنگ) آج بعد نماز مغرب جامع مسجد گڑھا میں فیصل آباد ڈویژن کے ممتاز علمائے کرام دینی و سماجی کارکنوں طالب علم لیڈروں اور معززین کا ایک اجلاس مولانا تاج محمود کی صدارت میں ہوا۔ اجلاس میں گورنمنٹ ہائی سکول ربوہ کے سانحہ اور المیہ پر تفصیلی غور و خوض کیا گیا۔ اجلاس میں طلبہ کے پرامن احتجاج پر پولیس کے لاٹھی چارج، تشدد اور ڈائریکٹر سکولز فیصل آباد ڈویژن کے رویہ کی شدید مذمت کی گئی۔ اجلاس میں گورنر پنجاب آئی جی پولیس پنجاب سیکرٹری تعلیم اور کمشنر فیصل آباد ڈویژن سے مطالبہ کیا گیا کہ ڈائریکٹر تعلیم فیصل آباد کو برطرف کیا جائے۔

طلبہ کے خلاف قائم کردہ مقدمات واپس لئے جائیں۔ ربوہ میں مسلمان استاد پر قاتلانہ حملہ کرنے والے ملزموں کو سزا دی جائے سکول میں مرزا غلام احمد قادیانی کی تعریف میں نظم پڑھوانے والے اساتذہ کو برطرف کیا جائے اور قادیانی اساتذہ کی اکثریت ختم کی جائے اور وہ مسلمان استاد جن کو بلا تنخواہ جبری رخصت پر بھیجا گیا ہے واپس بلایا جائے۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ مطالبات تسلیم ہونے تک فیصل آباد اور سرگودھا ڈویژن میں پرامن احتجاج جاری رہے گا۔

بشکریہ روزنامہ جنگ کراچی

مورخہ ۲۳ ر نومبر ۱۹۸۲ء

ہفت روزہ ختم نبوت میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

ربوہ نامہ

رپورٹ: منظور احمد الحسینی

ربوہ کانفرنس

قاری نور الحق صاحب کی تقریر کے بعد حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور نے خطاب فرمایا۔ آپ نے خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا۔

معزز حاضرین کرام! میری طبیعت اگرچہ بیان کو متحمل نہیں تھی لیکن دل نے چاہا کہ اس مبارک مجمع میں اپنا نام درج کراؤں۔ چیزیں اصل میں تین ہیں، ایک ہے کتاب اللہ، دوسرا سنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور تیسرا ہے جماعت رجال اللہ جس طرح کتاب اللہ کا لینا ضروری ہے، جس طرح رسول اللہ کی پیروی ضروری ہے اسی طرح جماعت رجال اللہ کی پیروی بھی ضروری ہے۔

جماعت رجال اللہ کو اگر تم نے لے لیا اس کے صدقے سے سنت رسول اللہ کا پتہ چل گیا اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا پتہ چلا تو ہمیں کتاب اللہ کا پتہ چل گیا تو جماعت رجال اللہ کو اگر ہم نے چھوڑ دیا تو پیغمبر کی ایک سنت کا بھی ہمیں علم نہیں ہوگا جب ہمیں پیغمبر کی سنت کا علم نہیں ہوگا تو ایک کتاب اللہ کا علم نہیں ہوگا۔ اس لئے اللہ والے نیک بندوں سے اپنے دامن کو منسلک کرنا بھی ضروری ہے۔ ہمارے ہاں مدارس دینیہ میں (آپ حیران ہوں گے کہ جب ہمارے ہاں ایک عالم دین اپنے چودہ پندرہ سال کا نصاب (حفظ قرآن، قرأت، فارسی، درس نظامی) پڑھ کر سند یافتہ جب ہوتا ہے اسے مدارس والے ایک سند دیا کرتے ہیں۔ استاذ محترم بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کے فن کو اپنے استاذ سے لیا۔ میرے استاذ کا نام یہ ہے اور وہ فرماتے تھے کہ میرے استاذ کا نام یہ ہے، وہ فرماتے تھے میرے استاذ کا نام یہ ہے حتیٰ کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی تک بات پہنچتی ہے معنی یہ کہ میں نے جو تمہیں سبق پڑھایا ہے یہ میرا پڑھایا ہوا نہیں ہے، یہ میری رائے نہیں استاذ محترم نے مجھے یوں بتلایا۔ انہوں نے کہا میرے استاذ نے یوں بتلایا۔

مثلاً آپ سے کہوں کہ میں نے حدیث کو پڑھا اپنے استاذ محترم مولانا رسول خان صاحبؒ سے، میں نے حدیث کی کچھ کتابوں کی اجازت حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے دارالعلوم دیوبند میں حاصل کی۔ اب مولانا کے آگے استاذ کون ہیں۔ شیخ الہندؒ مولانا محمود الحسنؒ اور ان کے آگے استاذ محترم مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، پھر ان کے آگے ان کے استاذ محترم شاہ عبد الغنیؒ ان کے آگے ان کے استاذ محترم شاہ محمد اسحاقؒ ان کے استاذ محترم آگے شاہ عبد العزیزؒ ان کے استاذ محترم (آگے) شاہ ولی اللہؒ اور پھر شاہ ولی اللہؒ اور امام بخاریؒ میں دس استادوں کا واسطہ ہے حضرت ابو طاہرؒ کا ابراہیمؒ کا حضرت معمرؒ کا، حضرت قطب کا حضرت علاؤ الدینؒ کا حضرت نور الدینؒ کا حضرت بابا یوسفؒ کا محمد شاہ بن بخت کا حضرت ابو لقمان کا، محمد بن یوسف کا اور محمد بن یوسف کے استاذ ہیں امام بخاریؒ۔ امام بخاریؒ نے جب حدیث کو بیان کیا تو ساری سند کو بیان کیا کہ میرے استاذ فلاں، انہوں نے مجھ سے روایت بیان کی اور وہ کہتے ہیں کہ میرے فلاں استاذ نے روایت بیان کی۔ حتیٰ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک سند پہنچتی ہے تو ہماری بات، ہماری بات نہ رہی بلکہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک بات پہنچ گئی۔

میرے عزیز بھائیو! بزرگو! تو جو بات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پہنچ جائے۔ اس بات کو ماننا چاہیے۔ یا جو بات چودھویں صدی کے اندر آئے اور اس کے کہنے والے یہ کہے کہ پہلے سب غلط تھے۔ اور میں صحیح ہوں۔ میں آپ کے ضمیر سے پوچھتا ہوں ہر ایک نے مرنا ہے، قبر میں جانا ہے۔ کیا سارے حضرات، اس میں صحابہؓ بھی آ رہے ہیں، تابعین، آئمہ کرام، اولیاء اللہ، مفسرین، محدثین، متکلمین سب آ رہے ہیں کیا جہاں سارے یہ جائیں گے آپ ادھر جانا پسند کرتے ہیں یا جہاں صرف چودھویں صدی والے جائیں گے ادھر جانا پسند کرتے ہیں؟

لوگوں نے جواباً کہا۔ جدھر سارے جائیں گے ہم بھی ادھر جائیں گے۔ پھر آپ یوں مخاطب ہوئے۔ میں اپنے قادیانی احباب سے بھی بڑی محبت سے ذکر کروں گا کہ دیکھئے کہ موت نے ایک دن ضرور آنا ہے آخر موت ہے، میں آپ حضرات کے ضمیر کو خطاب کرتا ہوں کیا سارے چودہ سو سال والے غلط رستے پر تھے؟ اگر جن کے صدقے میں ہمیں قرآن پہنچا، جن کے صدقے میں ہمیں دین پہنچا کیا ان کے دامن کو چھوڑ کر ہم ایک نیا رستہ اختیار کرلیں، اور دیکھو ہمیں قرآن کیا بتلاتا ہے۔ سورۂ فاتحہ میں ہمیں تعلیم دی گئی کہ دعا مانگو، اہدنا الصراط المستقیم (اے اللہ سیدھا رستہ ہمیں دکھلا، اے اللہ سیدھے رستے پر ہمیں چلا، اے اللہ صراط المستقیم پر ہمیں پہنچا)۔ لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا یہ دعا کی گئی یا نہ کی گئی۔ اب سیدھے رستے کا معنے آپ کچھ اور سمجھ سکتے ہیں میرا ذہن کچھ

سکتا ہے ہر ایک اپنی رائے سے کچھ معنی سمجھ سکتا ہے اللہ تعالٰے کے کلام مبارک پر قربان جائیں فرمایا کہ سیدھا راستہ کا معنی میں (خود خدا) تمہیں بیان کرتا ہوں۔ اور علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ (اللہ تعالٰے ان کی قبر کو منور فرمائے) فرماتے ہیں کہ اہدنا الصراط المستقیم کے بعد صراط الذین انعمت علیہم ترکیب نحوی کے اعتبار سے یہ عطف بیان بھی بن سکتا ہے اور فرمایا۔ اگر اسے عطف بیان بنایا جائے تو معنی یہ ہوگا کہ اہدنا الصراط المستقیم اصل بن جائے گا اور صراط الذین تشریح ہو جائے گی۔ لیکن اگر بدل بنایا جائے تو صراط مستقیم اصل نہیں، نیک لوگوں کا رستہ اصل ہے فرمایا کہ اسے بدل بناؤ عطف بیان نہ بناؤ۔

علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صراط مستقیم ہم نہیں جانتے کیا ہے؟ صراط مستقیم کیا وہ یہ ہے کہ اے اللہ! جن پر تیرا انعام ہوا۔ جن پر تیرا انعام ہوا وہ کون ہیں فرمایا انبیاء کی جماعت ہے، صدیقوں کی جماعت ہے، شہداء کی جماعت ہے پہلے صالحین کی جماعت ہے اے اللہ ان کے نقش قدم پر چلا کر ہمیں وہ دین بتلا اے اللہ! اس راستے پر ہمیں چلنے کی توفیق عطا فرما۔ جس پر اس امت کے یہ شہداء امت کے یہ صالحین امت کے صدیقوں چلتے چلے آئے ہیں۔ اے اللہ وہ راستہ چھوڑ کر کہیں ہم اور نہ چلے جائیں۔ (لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا) سورۂ فاتحہ میں بھی یہی کچھ بتلایا ہے یا اور کچھ بتلایا ہے۔ لوگوں نے کہا۔ یہی کچھ بتلایا ہے پھر آپ یوں مخاطب ہوئے۔

تو میرے عزیزو اور بزرگو: میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عجیب پیرایہ میں اتنی وضاحت کے ساتھ اپنی ختم نبوت کے مسئلے کو بیان فرمایا، میں سمجھتا ہوں کہ دیہاتی ہو تو، مرد ہو تو، عورت ہو تو، ہر ایک کو مسئلہ سمجھانے میں اللہ تعالٰے کے پیغمبر نے کمی نہیں کی۔ فرمایا۔ میرے بعد نہ کوئی نبی آئے گا، نہ کوئی رسول آئے گا، نہ کتاب والا آئے گا، نہ غیر کتاب والا آئے گا۔ فرمایا دونوں قسم کے نبوتیں کتاب والا بھی غیر کتاب والا بھی دونوں میرے بعد ختم ہیں۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ساری امت کا اجماع نقل فرما رہے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ساری امت کا اجماع ہے ان الامۃ من ھذا اللفظ انہ افہم عدم نبی بعدہ عدم رسول بعدہ ابدا او لیس فیہ ولا تاویل، فمن اولہ بکلام فکلامہ من انواع الھذیان لا یلتفت الیہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں اس میں کوئی تخصیص نہیں اس میں تاویل نہیں کہ فلاں قسم کا نبی آ سکتا ہے اور فلاں قسم کا نہیں آ سکتا۔ ساری امت نے یہی معنی سمجھا ہے اگر کوئی تاویل کرے اس میں تخصیص کرے کہ فلاں انداز کا نبی آ سکتا ہے تو آپ فرماتے ہیں کہ اس کا کلام ہذیان ہے کہ جس کی طرف توجہ نہیں کرنی چاہیئے۔ آپ دعا کریں کہ جدھر ساری امت ہے اللہ تعالٰے ہمیں ادھر رکھے۔ جدھر صحابہ، تابعین، تبع تابعین، ساری امت کے اولیاء، ساری امت کے محدثین، متکلمین ہیں۔ اللہ تعالٰے ہمیں ادھر رکھے۔

ساری امت کو غلط قرار دے کر کہنا کہ میرا راستہ صحیح ہے اللہ تعالٰے اس رائے سے ہمیں بچائے۔ اب میں آپ کے سامنے ذکر کے طور پر ایک دو روایتیں پڑھتا ہوں پھر بات کو ختم کرتا ہوں

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جامع ترمذی کی یہ روایت ہے امام ترمذیؒ نے اس روایت کو نقل فرمانے کے بعد فرمایا ھذا حدیث صحیح (انہ سیکون فی امتی ثلاثون کذابون کلھم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی (او کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) فرمایا میری امت میں تیس کذاب آئیں گے جھوٹے آئیں گے۔ بخاری کی روایت میں اسی کا ذکر آیا اس میں یہ ہے کہ تیس کذاب اور دجال آئیں گے اور ہر ایک ان میں کا یہ گمان کرے گا کہ وہ اللہ کا نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

آپ حضرات نے غور فرمایا آپ فرما رہے ہیں میری امت میں آئیں گے یعنی یہ دعوی کرتے ہوئے کہ ہم امتی ہیں اور نبی ہیں (یعنی امتی بھی ہیں نبی بھی ہیں) میری امت میں سے ہو کر کے دعوی نبوت کریں گے۔ آگے فرمایا کہ ان میں کا ہر ایک یہ گمان کرے گا کہ وہ اللہ کا نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ امت میں سے ہو کر نبوت کا دعوی کرینگے

بقیہ :— افاداتِ عارفی

کہا کہ یہ اللہ میاں نے میرے لئے ہی بھیجا ہے اور السلام علیکم کہہ کر نکل گیا۔ سبحان اللہ کتنا یقین تھا (اگر یقین کے ساتھ مانگا جائے تو ضرور ملتا ہے) اس بدیہی کرامت سے میرے ایمان میں بھی تقویت ہوئی۔

فرمایا —— ہمارے مطب کے قریب سینما والے نکلتے تھے باجہ بجاتے ہوئے، بڑی تصویر ایکٹرس وغیرہ کی لگی رہتی تھی اور ہرے ہرے اشتہار بانٹتے ہوئے چلے جاتے تھے۔ بچہ ایک دن دو چار اشتہار لے کر دوڑتا ہوا میرے پاس آیا مجھے کہنے لگا آج میں پانچ چھ لے آیا میں نے کہا گنو کہتے ہیں کہنے لگا اس میں گناہ کی کیا بات ہے میں نے کہا سینما میں جو تصویر لگی ہوئی ہے اس کو دیکھنا بھی حرام اور باجہ سننا بھی حرام اور اس کے تماشے کے اشتہار لینا اور دیکھنا بھی ناجائز اور حرام، بچہ کہنے لگا آپ نے پہلے ہی کیوں نہ بتایا۔

حمایت

بسلسلہ
بائبل سے بائبل کی تکذیب

جھوٹ کی پوٹ

اسلام تلوار سے پھیلا ہے؟

تحریر: پروفیسر احسان الحق رانا

آنحضرتؐ کا دشمن کے ساتھ طرزِ عمل

مفتوح اقوام کے ساتھ سلوک کرنے کے بارے میں ہم فتح مکہ کی مثال پیش کرتے ہیں۔ ذاتی واسطہ انہیں کفار مکہ سے پڑا تھا۔ کہ وہ اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے بدترین دشمن تھے۔ ان کے ہاتھوں وہ قتل ہونے سے بچے اور گھر بار اور وطن کو خیرباد کہنا پڑا۔ لیکن اپنے بدترین جانی دشمنوں پر فتح پا کر فاتح کی حیثیت سے عہد شکن ، ظالم اور جفا پیشہ مفتوح دشمن کے بارے میں رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم صادر فرمایا۔

الیوم البر والوفا۔ یعنی آج کا دن حسن سلوک اور لطف و عطا کا دن ہے۔ پھر ارشاد ہوا۔

اذھبوا انتم الطلقاء لا تثریب علیکم الیوم

یعنی جاؤ تم آزاد ہو اور آج ہر مواخذہ سے بری۔ رحلت سے پہلے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا۔

" دورِ جاہلیت کا سب کچھ میں نے اپنے پیروں تلے روند دیا ہے۔ زمانہ جاہلیت کے خون کے سارے انتقام اب کالعدم ہیں۔ پہلا انتقام جسے میں کالعدم قرار دیتا ہوں میرے اپنے خاندان کا ہے۔ ربیعہ بن الحارث کے دودھ پیتے بیٹے کا خون جسے بنو ہذیل نے مار ڈالا تھا۔"

کیا اسلام تلوار سے پھیلا تھا؟

قتل و غارت گری اور ظلم و زیادتی کے ذریعے مسیحیت پھیلنے کی حقیقت کو نظروں سے اوجھل رکھنے اور مسیحیوں کو اسلام قبول کرنے سے باز رکھنے کے لیے مسیحیت کے پیروکاروں کا یہ شیوہ رہا ہے۔ کہ اپنے بد اعمال کو مسلمانوں کے ساتھ منسوب کر دیا جائے اور کثرت کے ساتھ اور تسلسل کے ساتھ جھوٹ بولنے کے فن سے اسے سچ بنا دیا جائے۔

مبادا کہ سمجھا جائے کہ ہم نے تاریخ کو مسخ کر کے کچھ پیش کیا ہے اسلامی فتوحات اور مفتوح رعایا کے ساتھ فاتح مسلمانوں کے سلوک کے متعلق ہم چند اقتباسات انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا (۱۹۷۹ء) سے پیش کرتے ہیں۔

خلفائے راشدین کا عہد

خلفائے راشدین یعنی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے فوراً بعد خلفائے راشدین کے عہد کے متعلق برٹینیکا کا بیان ہے۔

" خلفائے راشدین کے عہد میں مسلمان کا مطلب عرب سمجھا جاتا تھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام عالمگیر ہونے کے باوجود حکومت ناجائز طور پر تبدیلی مذہب کی سرپرستی نہیں کرتی تھی اور مقابلتاً تھوڑے لوگوں کو مسلم امہ میں شامل کر کے عربوں کے مالی فوائد میں حصہ دیا جاتا تھا۔ تاہم ایک دفعہ مسلم امہ میں شامل ہونے کے فوائد سے جب لوگ بہرہ ور ہو جاتے تھے تو فطرتی طور کی صورت میں تبدیلی مذہب کا عمل طوفان کی شکل اختیار کر لیتا تھا۔ (... ۳ : ۶۲۰)

بنو امیہ کا عہد

خلفائے راشدین کے بعد اسلامی حکومت خاندان بنو امیہ کے ہاتھوں آئی۔ اس دور کے متعلق انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا کا بیان ہے ۔۔ مالی اور معاشرتی فوائد کی بنا پر بنو امیہ کے دور میں تبدیلی مذہب کا عمل تیز تر ہو گیا لیکن اکثر لوگ اپنے آبائی مذہب پر

حمایت

قائم رہے۔ ٹیکس وصول کرنے والوں، اطباء اور کاریگروں وغیرہ کو سرکاری عہدیداروں

کے طور پر متعین کرنے کے لئے اسلامی حکومت اپنی ضروریات مسیحی، یہودی اور زرتشت رعایا سے پوری کرتی تھی۔ غیر مسلم اقوام ایران کے پہاڑی اور دور دراز مقامات مثلاً خراسان، آذربائیجان، بحیرۂ کیسپین کے علاقوں میں بستی رہیں۔ مصر میں قبطی اور خاص طور پر ہسپانیہ میں پہاڑی رومن اپنے مسیحی مذہب پر سختی سے قائم رہے۔ ان علاقوں میں، اور شام و فلسطین میں اموی عہد میں بلاشبہ مسلمان اقلیت ہی میں رہے۔ شام اموی طاقت کا سرچشمہ ہونے سے وہاں پر خلفاء کا رویہ اپنی اکثریتی مسیحی رعایا کے ساتھ نہایت رواداراںہ تھا۔" (۲ : ۴۳۳)

ادھر یورپ میں سپین میں مسلمان بادشاہوں نے سات سو برس تک حکومت کی تھی۔ تب بھی وہاں مسیحی رعایا کی غالب اکثریت رہی اور مسیحی اور یہودی اعلیٰ سرکاری عہدوں پر فائز رہے۔ یہودی اقلیت مسیحی حکومتوں میں ہمیشہ ذلیل و خوار اور ظلم و ستم کا شکار رہتی تھی جبکہ وہ اسلامی سپین کو اپنا سنہرا دور قرار دیتے ہیں کہ بریٹینیکا لکھتا ہے۔

"مسلم سپین میں یہودی اکثر طور پر اعلیٰ سرکاری عہدوں پر فائز تھے اس وجہ سے وہ نہ صرف سیاست میں گہری دلچسپی لیتے تھے بلکہ وہ مسلم آبادی سے باثر طبقے کے ساتھ گہرا سماجی میل جول اور ادبی رابطہ قائم رکھتے تھے۔ اور چونکہ مسلم علماء عربی زبان میں اپنے مقدس کلام اور شاعری کی قوت کو اسلامی طاقت کا سرچشمہ قرار دیتے تھے۔ اس لئے یہودیوں نے اپنے آپ کو عربی قواعد و علوم اور اعلیٰ ذوق کے سانچے میں ڈھالنے کی کوششیں کیں۔ اس علمی ماحول میں اور عربوں کی سنواری ہوئی سائنس نے یہودی ادبی ذوق میں سرگرمی پیدا کردی۔ اسی بنا پر یہ زمانہ (۱۰۰۰ تا ۱۱۸۸) عبرانی ادب کا سنہرا دور کہلاتا ہے۔" (۱۰ : ۳۱۹)۔

بنو عباس کا دور

اموی خلفاء کے بعد بنو عباس کا دور شروع ہوا۔ اس کے بارے میں بریٹینیکا رقم طراز ہے۔

"مسلم عوام کو ان کی حالت پر چھوڑ دیا جاتا تھا بشرطیکہ وہ عائد شدہ ٹیکس ادا کرتے ہوں۔ اور غدارانہ اور باغیانہ سرگرمیوں میں حصہ نہ لیتے ہوں۔ خلیفہ خواہ کتنا ہی مطلق العنان و جابر کیوں نہ ہو اس کی سلطنت میں ناانصافی نہیں ہوتی تھی۔"

"وہ غیر مسلم مثلاً یہودی، مسیحی اور زرتشت عموماً امن و چین سے زندگی بسر کرتے تھے بشرطیکہ وہ خود سر نہ ہوں اور اپنے ہم مذہب سرکاری افسروں کی حکم عدولی نہ کرتے ہوں۔ یہ سرکاری افسر عموماً اسلامی حکومت کی منشا سے مقرر ہوتے تھے۔" (۴۳۲ : ۲)

ہندوستان میں اسلامی حکومت

انگریزوں سے پہلے مسلمانوں نے برصغیر پاک و ہند میں ایک ہزار برس تک حکومت کی تھی۔ آگرہ اور دہلی پایۂ تخت تھے۔ اس کے باوجود نہ صرف ان شہروں میں بلکہ سارے ہندوستان میں مسلمان اقلیت کی صورت ہی میں رہے۔ جس طرح سے سات سو سال تک حکومت کرنے کے باوجود سپین میں مسلمان اسلامی رواداری کی وجہ سے اکثریت نہ بن سکے۔ قرآن حکیم کا حکم ہے کہ "دین اسلام میں زبردستی نہیں ہے" اس حکم اور جہاد کے احکام کی پیروی میں ہر جگہ مسلمانوں نے اپنی غیر مسلم رعایا پر وسیع القلبی، رواداری اور حسن سلوک کے ساتھ حکومت کی تھی۔

انڈونیشیا میں اسلام

دیگر ممالک میں اسلام کی اشاعت کا باعث اسلامی فتوحات اور حاکموں کا حسن سلوک تھا۔ کسی کو جبراً مسلمان بنانے کا کہیں کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ لیکن مجمع الجزائر انڈونیشیا میں کبھی کوئی فاتح مسلمان داخل نہیں ہوا۔ اس کے باوجود حالت یہ ہے کہ پچانوے فیصد آبادی مسلمانوں کی ہے۔ آج یہ کوئی تھوڑی آبادی کا ملک نہیں کیونکہ یہ تیرہ کروڑ سے تجاوز کر چکی ہے۔ بت پرست اقوام کی انڈونیشیا میں اسلام قبول کرنے کی وجہ محض ان مسلمانوں کا پاکیزہ کردار تھا جو تجارت کے لئے وہاں گئے تھے۔

حیرت ہے کہ تاریخی حقائق کو مسخ کرکے جھوٹا پراپیگنڈہ اس کثرت اور اس تسلسل کے ساتھ کیا گیا ہے کہ غیر مسلم اقوام یہ کہتے ہوئے شرماتے نہیں ہیں کہ "اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔"

اسرائیلی جنگ و قتال

بائبل کی رو سے کنعان یا فلسطین کا ملک خدا نے بنی اسرائیل کی میراث ٹھہرایا تھا اس لئے کنعانیوں اور غیر کنعانیوں سے جنگ کرنے کے احکام الگ الگ ہیں۔

غیر میراثی ممالک کے لئے جنگی قانون

غیر کنعانیوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے بائبل میں خدا کا حکم اس طرح ہے۔
"جب تو کسی شہر سے جنگ کرنے کو اس کے نزدیک پہنچے تو پہلے اسے صلح کا

بنام دینا۔ اور اگر وہ تجھ کو صلح کا جواب دے اور اپنے پھاٹک تیرے لئے کھول دے تو وہاں کے سب باشندے تیرے باجگذار بن کر تیری خدمت کریں۔ اور اگر وہ تجھ سے صلح نہ کریں بلکہ تجھ سے لڑنا چاہیں تو تو اس کا محاصرہ کرنا۔ اور جب خداوند تیرا خدا اسے تیرے قبضہ میں کر دے تو تُو وہاں کے ہر مرد کو تلوار سے قتل کر ڈالنا۔ لیکن عورتوں اور بال بچوں اور چوپایوں اور اس شہر کے سب مال اور لوٹ کو جو خداوند تیرے خدا نے تجھ کو دی ہو رکھ لینا۔ اور سب شہروں کا بھی یہی حال کرنا جو تجھ سے بہت دور ہیں۔ (استثناء ۲۰: ۱۰-۱۵)۔ غور کیجئے کہ جنگ کے نتیجہ میں جزیہ دے کر امن چین کی زندگی بسر کرنا بہتر ہے یا کہ سب مردوں کو قتل کروانا اور چوپائے اور مال و اسباب لوٹ کر عورتوں اور بال بچوں کا لونڈی غلام بنا لینا؟

میراث کے شہروں کے لئے جنگی قوانین

"پر ان قوموں کے شہروں میں جن کو خداوند تیرا خدا میراث کے طور پر تجھ کو دیتا ہے کسی ذی نفس کو جیتا نہ بچا رکھنا۔ بلکہ تو ان کو یعنی حتی اور اموری اور کنعانی اور فرزی اور حوی اور یبوسی قوموں کو جیسا تیرے خدا نے تجھ کو حکم دیا ہے۔ بالکل نیست کر دینا۔"
(استثناء ۲۰: ۱۶، ۱۷)۔

"اور جب خداوند تیرا خدا ان کو تیرے آگے شکست دلائے اور تو ان کو مار لے تو تو ان کو بالکل نابود کر ڈالنا۔ تو ان سے کوئی عہد نہ باندھنا اور نہ ان پر رحم کرنا۔ ... اور تو سب ان قوموں کو جنکو خداوند تیرا خدا تیرے قابو میں کر دے گا نابود کر ڈالنا۔ تو ان پر ترس نہ کھانا" (استثناء، ۲، ۱۶) غور کیجئے کہ جوع الارض کی ہوس پورا کرنے کے لئے رحم و ترس سے مبرا جنگیں خدا کے لئے کہلا سکتی ہیں؟

عبادت گاہوں کے ساتھ سلوک

جب تک تم دنیا میں زندہ رہو تم احتیاط کر کے ان ہی آئین اور احکام پر اس ملک میں عمل کرنا جسے خداوند تیرے باپ دادا کے خدا نے تجھ کو دیا ہے تاکہ تو اس پر قبضہ کرے۔ وہاں تم ضرور ان سب جگہوں کو نیست و نابود کر دینا جہاں جہاں وہ قومیں جن کے تم وارث ہو گے اونچے اونچے پہاڑوں اور ٹیلوں پر اور ہر ایک ہرے درخت کے نیچے اپنے دیوتاؤں کی پوجا کرتی تھیں۔ تم ان کے مذبحوں کو ڈھا دینا اور ان کے ستونوں کو توڑ ڈالنا اور ان کی یسیرتوں کو آگ لگا دینا اور ان کے دیوتاؤں کی کھدی ہوئی مورتوں کو کاٹ کر گرا دینا اور اس جگہ سے ان کے نام تک کو مٹا دینا۔
(استثناء ۱۲: ۱-۳)

اس حکم کے تحت یہودی یروشلم میں اسلامی مقامات مقدسہ پر قبضہ اور ان کی کھدائی کرنے میں مشغول ہیں۔ عجب کہ اپنی کتاب مقدس بائبل کے احکام کے عیوب کو چھپانے کے لئے اہل بائبل نے یہ مشہور کر رکھا ہے کہ سلطان محمود غزنوی نے ہندوستان پر حملہ کر کے ہندو مندروں کے سب بت توڑ ڈالے تھے۔ اور شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر روز روٹی نہیں کھاتا تھا جب تک کہ وہ ہندو براہمنوں کے جنیو یعنی ان کے گلے کا مقدس دھاگا من بھر کی مقدار میں اتار نہیں لیتا تھا۔ ان سے بڑے جھوٹ اور کیا ہو سکتے ہیں؟

بائبل میں مرقوم جنگی قوانین کے بیان کے بعد ہم چند ان جنگوں کا حال بیان کرتے ہیں جنہیں ان قوانین کی رو سے بائبل میں برگزیدہ نبیوں کے ساتھ منسوب کیا گیا ہے۔ بائبل کی کتاب گنتی کے باب ۳۱ میں حضرت موسیٰؑ کی ایک جنگ کا حال اس طرح ہے۔

حضرت موسیٰؑ سے منسوب جنگ

تب موسیٰؑ نے لوگوں سے کہا اپنے میں سے جنگ کے لئے آدمیوں کو مسلح کرو تاکہ وہ مدیانیوں پر حملہ کریں اور مدیانیوں سے خداوند کا انتقام لیں۔ اور اسرائیل کے سب قبیلوں میں سے فی قبیلہ ایک ہزار آدمی لے کر جنگ کے لئے بھیجنا۔ سو ہزاروں ہزار بنی اسرائیل میں سے فی قبیلہ ایک ہزار کے حساب سے بارہ ہزار مسلح آدمی جنگ کے لئے چنے گئے۔ یوں موسیٰؑ نے ہر قبیلہ سے ایک ہزار آدمیوں کو جنگ کے لئے بھیجا اور الیعزر کاہن کے بیٹے فینحاس کو بھی جنگ پر روانہ کیا اور مقدس کے ظروف اور بلند آواز کے نرسنگے اس کے ساتھ کر دیئے۔ اور جیسا خداوند نے موسیٰؑ کو حکم دیا تھا۔ اس کے مطابق انہوں نے مدیانیوں سے جنگ کی اور سب مردوں کو قتل کیا۔ اور بنی اسرائیل نے مدیان کی عورتوں اور ان کے بچوں کو اسیر کیا اور ان کے چوپائے اور بھیڑ بکریاں اور مال و اسباب سب کچھ لوٹ لیا۔ اور ان کی سکونت گاہوں کے سب شہروں کو جن میں وہ رہتے تھے اور ان کی سب چھاؤنیوں کو آگ سے پھونک دیا۔"

"اور موسیٰؑ ان فوجی سرداروں پر جو ہزاروں اور سینکڑوں کے سردار تھے اور جنگ سے لوٹے تھے جھنجھلایا۔ اور ان سے کہنے لگا۔ کیا تم نے سب عورتیں جیتی بچا رکھی ہیں؟ دیکھو ان ہی نے بلعام کی صلاح سے فغور کے معاملہ میں بنی اسرائیل سے خداوند کی حکم عدولی کرائی اور یوں خداوند کی جماعت میں وبا پھیلی۔ اس لئے ان بچوں میں جتنے لڑکے ہیں سب کو مار ڈالو اور جتنی عورتیں مرد کا منہ دیکھ چکی ہیں ان کو قتل کر ڈالو۔ لیکن ان لڑکیوں کو جو مرد سے واقف نہیں اور اچھوتی ہیں اپنے لئے زندہ رکھو۔"

"اور لوٹ کے اس مال کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصہ جنگی

کو دے جو لڑائی میں گئے تھے اور دوسرا حصہ جماعت کو دے ...... اور جو کچھ مال غنیمت جنگی مردوں کے ہاتھ آیا اسے چھوڑ کر لوٹ کے مال میں چھ لاکھ پچھتر ہزار بھیڑ بکریاں تھیں اور بہتر ہزار گائے بیل اور اکسٹھ ہزار گدھے اور نفوس انسانی میں سے بتیس ہزار ایسی عورتیں جو مرد سے ناواقف اور اچھوتی تھیں شامل تھیں۔

بائبل کے بیان کی بطالت

ہمیں اس سے غرض نہیں کہ بائبل کے اس قصہ کی بطالت بائبل کے اسی بیان سے ظاہر ہوتی ہے کہ اس قدر جنگ و قتال اور لوٹ مار کے نتیجے میں بنی اسرائیل کا ایک بھی آدمی مارا نہ گیا۔ کیونکہ سب واقعات بیان کرنے کے بعد یہ لکھا ہوا ہے:

"تب وہ فوجی سردار جو ہزاروں اور سینکڑوں سپاہیوں کے سردار تھے موسیٰ کے پاس آ کر اس سے کہنے لگے کہ تیرے خادموں نے ان سب جنگی مردوں کو جو ہمارے ماتحت ہیں گنا اور ان میں سے ایک جوان بھی کم نہ ہوا" (۳۱: ۴۸، ۴۹)۔

قابل غور یہ مسئلہ ہے کہ اس ترقی یافتہ زمانہ میں بھی عورت کو برہنہ کر کے معائنہ کرنے کے سوا ابھی تک کوئی دوسرا طریقہ ایجاد نہیں ہوا جس سے یہ جانچا جا سکے کہ عورت مرد کا منہ دیکھ چکی ہے یا کہ وہ اچھوتی ہے۔ اور مرد اگر اس قسم کا جائزہ عورت کا لے تو اسے ازحد معیوب سمجھا جاتا ہے۔ یہ حال ہی کا واقعہ ہے کہ لندن کے ہوائی اڈہ پر ہندوستان سے آنے والی ایک خاتون کا اس قسم کا امتحان لیا گیا تھا تو کہرام مچ گیا تھا جب کہ بائبل کی رو سے حضرت موسیٰ کی موجودگی میں ان ہی کے حکم سے کم و بیش ایک لاکھ دشمن قوم کی برہنہ عورتوں کا معائنہ کیا گیا تو بتیس ہزار لڑکیوں کو باکرہ پایا۔ جنگی مردوں نے ان کا معائنہ کیا اور کوئی ستر ہزار عورتوں کو صرف اس لئے شادی شدہ تھیں۔ کتاب مقدس میں اس کریہہ منظر کو فخریہ بیان کیا گیا ہے۔

لونڈیوں کا حصول

اسلام کو بدنام کرنے کے لئے مسیحیت کے پیروکار مشنری یہ بات بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں کہ جہاد کا مقصد لوٹ مار اور لونڈیوں کا حصول تھا جب کہ وہ اس حقیقت کو جھٹلا نہیں سکتے کہ مسلمان جنگی مردوں کے پاس لونڈی غلاموں کی تعداد نہ ہونے کے برابر تھی حالانکہ ان کی فتوحات معلوم دنیا کے تیسرے حصہ پر حاوی ہو چکی تھیں جب کہ بائبل کی صرف ایک جنگ میں بتیس ہزار باکرہ لڑکیاں ہاتھ لگیں۔ لیکن اہل بائبل اس حقیقت سے شرمسار نہیں ہوتے کہ ان کے کلام مقدس کی رو سے فتحیاب ہونے پر برہنہ معائنہ کے بعد باکرہ لڑکیوں کے سوا سبھی انسانوں کو قتل کیا جاتا تھا۔

حضرت موسیٰ سے منسوب یہ جنگ کا حال بیان کرنے کے بعد ہم اُن کے جانشین یشوع کی چند فتوحات کے اقتباسات بائبل کی کتاب یشوع سے پیش کرتے ہیں۔

یشوع کی فتوحات

۱- یریحو کی فتح

"لوگوں نے للکارا اور کاہنوں نے نرسنگے پھونکے اور ایسا ہوا کہ جب لوگوں نے نرسنگے کی آواز سنی تو انہوں نے بلند آواز سے للکارا اور دیوار بالکل گر پڑی اور لوگوں میں سے ہر ایک اپنے سامنے سے چڑھ کر شہر میں گھسا اور انہوں نے اس کو لے لیا۔ اور انہوں نے ان سب کو جو اس شہر میں تھے کیا مرد کیا عورت کیا جوان کیا بڈھے کیا بیل کیا بھیڑ کیا گدھے سب کو تلوار کی دھار سے بالکل نیست کر دیا۔"

"پھر انہوں نے اس شہر کو اور جو کچھ اس میں تھا سب کو آگ سے پھونک دیا اور فقط چاندی اور سونے کو اور پیتل اور لوہے کے برتنوں کو خداوند کے گھر کے خزانہ میں داخل کیا۔ ...... اور یشوع نے اس وقت ان کو قسم دے کر تاکید کی اور کہا کہ جو شخص اس یریحو شہر کو پھر بنائے وہ خداوند کے حضور ملعون ہو۔"

(۶: ۲۰، ۲۱، ۲۴-۲۶)

۲- عی کی فتح

"اور جب اسرائیل عی کے سب باشندوں کو میدان میں اس بیابان کے درمیان جہاں انہوں نے ان کا پیچھا کیا تھا قتل کر چکے اور وہ سب تلوار سے مارے گئے یہاں تک کہ بالکل فنا ہو گئے تو سب اسرائیلی عی کو پھرے اور اسے تہ تیغ کر دیا۔ چنانچہ وہ اس دن مارے گئے مرد اور عورت ملا کر بارہ ہزار یعنی عی کے سب لوگ تھے۔ ... پس یشوع نے عی کو جلا کر ہمیشہ کے لئے اسے ایک ڈھیر اور ویرانہ بنا دیا جو آج کے دن تک ہے۔" (۸: ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۸)

یہ بھی بائبل کے بیان کی بطالت کا ثبوت ہے کہ آج عی نام کی کوئی جگہ ڈھیر اور ویرانہ دکھائی نہیں دیتی۔ یہ اگر خدا کا کلام ہوتا تو ہر زمانے میں عی کی جگہ ایک ڈھیر اور ویرانہ دکھائی دیتا رہتا۔

بقیہ :۔ خطاب

دریافت کیا کہ کونسا عمل کام آیا؟ فرمایا کہ میں نے ختم نبوت کے لیے جو کام کیا تھا اس سے بڑھکر اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی عمل مقبول نہیں۔ اور یہ بھی فرمایا کہ قبر کی زندگی میں مجھے معلوم ہوا کہ علوم دین میں میں شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ سے پیچھے نہیں رہا البتہ سلوک میں وہ مجھ سے آگے ہیں۔ تو بہاولپور کی سرزمین ایک تاریخی سرزمین ہے اور یہاں پر ان کا وقت گذرا ہے۔ اور یہاں قادیانیت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونکی گئی۔ اس لیے میری دلی تمنا اور آرزو تھی۔ کہ میں یہاں آ کر ان جگہوں کو دیکھوں جہاں والد مرحوم قیام پذیر رہے۔

کیونکہ مجھ سے پاکستان کے بعض اہل دل نے بیان کیا جو اس سفر میں آپ کے ساتھ تھے۔ کہ رات کو بہاولپور میں اپنی قیام گاہ میں بالکل تنہا ہوتے۔ نہ کوئی چراغ جلتا اور نہ کوئی روشنی لیکن حضرت شاہ صاحب کا کمرہ اتنا منور ہوتا۔ کہ جیسا ڈیڑھ دو سو پاور کا بلب جل رہا ہے۔ گویا اس وقت انوار الٰہی اور انوار نبوت محمدیہ کا فیضان عام تھا۔ اسی جذبے اور شوق دید کی بنا پر حاضر ہوا ہوں۔

آپ نے مدرسہ کا تعارف کرایا۔ خداوند تعالیٰ اس کو مطلع السعدین بنا دے آمین۔ ثم آمین وما علینا الا البلاغ۔ بعد ازاں مولانا نے مختلف مساجد میں خطاب فرمایا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور کی طرف سے مجلس کے مبلغ محمد اسماعیل شجاع آبادی نے موصوف کی خدمت میں جماعت کی مطبوعات کا سیٹ پیش کیا جس پر آپ نے مسرت کا اظہار فرمایا اور محمد اسماعیل نے جماعتی کام کا تعارف کرایا۔ جس پر موصوف نے خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے جماعت کے لیے دعائیں کیں۔

اجتماعات سے خطاب کے علاوہ آپ بہاولپور کے مرحوم علماء کرام شیخ الجامعہ مولانا غلام محمد گھوٹوی، مولانا عبید اللہ صاحب، مولانا غلام رسول چشتی کی مزارات پر حاضری دی اور فاتحہ خوانی کی۔ خداوند قدوس علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی اس عظیم جانشین کو تا دیر سلامت رکھے۔

بقیہ :۔ اداریہ

ملاحظہ فرمایئے مرزا طاہر کا خطاب جو انہوں نے مجلس انصار اللہ کے اجلاس میں کیا ہے۔

"حضور ایدہ اللہ نے مجلس انصار اللہ کو خصوصی طور پر دیہات میں تبلیغ کرنے کی طرف متوجہ فرمایا اور کہا کہ ہر مجلس ایک گاؤں چن لے اور ایک سال میں ایک گاؤں احمدیت پہنچانے کا عزم کرے آپ دیکھیں گے کہ چند سال میں فضا تبدیل ہو جائے گی۔"

الفضل ۱۵ نومبر ۱۹۸۲ء

"حضور نے نہایت جلالی شان سے بارعب آواز میں کہا۔ دیکھئے دیکھئے اللہ کی تائید سے یہی نہیں دنیا کی بستیاں احمدی ہو جائیں گی۔ انشاء اللہ احمدیت کے سوا کچھ نظر نہیں آئے گا۔"

"اور ایک وقت آئے گا کہ اس ملک میں بھی مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ وہی جھنڈا گاڑا جائے گا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا ہے۔"

ہم قادیانیوں پر یہ بات واضح کرنا چاہتے ہیں انشاء اللہ اس ملک میں صرف اور صرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا گاڑیں گے اور ہم اس دین کا نفاذ کریں گے جو خلفائے راشدین کے دور میں تھا اور اسلام کے نفاذ کی برکت سے وہ دن بھی آئے گا کہ جھوٹے نبیوں اور جھوٹے نبیوں کے متعلق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فیصلے کو انشاء اللہ یہاں نافذ کروائیں گے۔

مسلمانان پاکستان اسلام اور ملک کی خاطر اپنی جان قربان کرنے کو فخر سمجھتے ہیں اور اب اسلام اس ملک کا مقدر بن چکا ہے۔

ہماری جماعت کے سپاہی، اسلام اور ملک کی حفاظت کے لئے تیار ہیں اور انشاء اللہ دشمنان اسلام کے عزائم کو خاک میں ملا کر رہیں گے۔ ہمارا حکومت سے مطالبہ ہے کہ قادیانیوں کی ان اشتعال انگیز تحریروں کا نوٹس لے تاکہ ان کی ریشہ دوانیاں آگے نہ بڑھ سکیں۔

WEEKLY Khatme-Nubbuwat KARACHI
Registered S. No. 3217

نعت

★ مسلم غازی

واللیل کی ٹھنڈی چھاؤں میں انوار کی باتیں ہو جائیں
پھر ظلمتِ غم نے گھیرا ہے سرکار کی باتیں ہو جائیں

والشمس کا اس میں پرتو ہے والفجر کا اس میں جلوہ ہے
محبوبِ مشیت کے حسنِ رخسار کی باتیں ہو جائیں

ہیں عرش بریں پر جس کے قدم اور جس پہ نچھاور ماہ و نجم
اس جانِ جمالِ قدرت کے حسین شہکار کی باتیں ہو جائیں

وہ رحمتِ کل جو دشمن کو بھی دل سے دعائیں دیتا تھا
اس جانِ کرم کی پاکیزہ گفتار کی باتیں ہو جائیں

وہ جس کے یہاں امت کے لیے راتوں کو دعائیں ہوتی تھیں
پھر تا بہ سحر امت کے اسی غمخوار کی باتیں ہو جائیں

جس پاک زمیں کے دامن میں سرکار ہمارے سوئے ہیں
اس پاک زمیں کے پاک در و دیوار کی باتیں ہو جائیں

کانٹوں میں جہاں کے اے غازی پھولوں سے بھی بڑھ کر خوشبو ہے
طیبہ کے اسی پرنور حسین گلزار کی باتیں ہو جائیں